TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222360
UNIVERSAL LIBRARY

خلق الانسان علمه البیان

بحمد الله که این شاهد یوسفستان معانی مسمی به

خاقانی دستنبوی

جناب جلالت مآب نواب کلب علیخان بهادر [illegible]

۱۲۹۴ه

بدار الریاست مصطفی آباد عرف رامپور حفظ الله عن الآفات شد

در مطبع تاج المطابع [illegible]

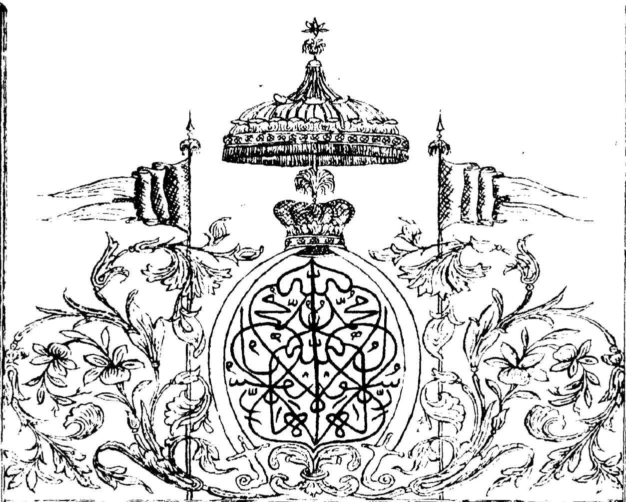

بسم اللہ الرحمن الرحیم

او دہر شہرہ ہوا چہپکر نشید خسروانی کا
ادہر مطلع کہا یہ حمد مین دیوان ثانی کا

ثنائی حق سی یہ رتبہ ہوا میری معانی کا
کہ اب دعوی نہین روح القدس کو رمزدانی کا

خدا کی بعد ذات صاحب معراج ہی جسنی
بڑہایا عرش سی پایہ سرای امہانی کا

زمانہ ہمسری کیونکر کری اوس نور اقدس سی
مقابل جلوہ باقی سی ہو منہ کیا ہی فانی کا

یہ کسکا نام نامی مینی لکہا ہی سر دیوان
کہ ہی ایک ایک مصرع مین اثر سبع المثانی کا

ہوی پیدا وہ تیغ عزم سی جوہر شجاعت کے
کہ اب تک غلغلہ ہی دہر مین صاحبقرانی کا

اگر ہی نقش سُم شبدیز کا اونکی کامل مہ
تو مہر حشر بھی پرتو ہی شمشیر یمانی کا

زبان لال پر گر مدح حضرت گوہر افشان ہو
تو عقل اولین کو دی سبق معجز بیانی کا

ہزارون رحمتین اولاد اور اصحاب پر اونکی
رہی دنیا مین جبتک نام رنج و شادمانی کا

کہو کچھ عاشقانہ شعر حسن پریون ملک صدقی
دکھاؤ جوش نواب طبیعت کی روانی کا

۲

یہی عالم رہا عشاق سی گر بدبانی کا
تو مٹ جائیگا شہرہ رفتہ رفتہ بیدہانی کا

کیا یہ بندوبست آخر بلائی آسمانی کا
کہ دلمین بھی نہ رہ کہا نام تک عشق نہانی کا

شہادت کا دیا ہی مژدہ قاصد کی مبارک ہو
دل رنجور کو پیغام عیش جاودانی کا

نہ آیا ذکر تک بھی میری مرنیکا تری آگی
نتیجہ کیا یہی تاہی ظالم جانفشانی کا

بلائین چرخ نی بھیجین تو اوسکی کچھ نہین شکوہ
ترنا تقمتین رونا ہی مجھی تو سخت جانی کا

نہین دیتی ندو مجکو انگوٹھی تم دم رخصت
کہ داغ دل ہی اپنا ہی مجھی چھلا نشانی کا

پسند آئین چمنمین چہچہی بلبل کی نالونکو
پڑا ہو جسکو غم مین تیری پیکا نوحہ خوانی کا

نہ حرف آئی کہین جور و جفا پر تیری ای ظالم
نہ لکھنا کوئی بھی مضمون خط مین مہربانی کا

مری ہی سامنی اغیار سی ہنس ہنس کی باتین ہین
مجھی سی ہی پھر الٹا شکوہ میری بدگمانی کا

کیی پوشین اونکی کہنی سی داغ جگر مینی
چھپائین وہ بھی خاطر سی مری بن جوانی کا

کمر کا بن پڑا ہی وصف اپنی کلک نازک سی
عدم مین کیا عجب نقشہ بگڑ جائی جو مانی کا

بلا ہی جوش استغنا بھی جسنی گوش ہوش سی
سنایا عین وصلتمین بھی فقرہ لن ترانی کا

بلاغت ہی تری رفیسی ای نواب سب خلقت
تبہی کسنی بتایا یہ طریقہ نوحہ خوانی کا

ہلال ادنی نشاں ہی ہماری ناتوانی کا
شفق بہی رنگ ہی ہلکا سا اشک ارغوانی کا

بگاڑا تام ہی سی مین نقشہ زندگانی کا
شب ہجران نہ دیکہا منہ بلای ناگہانی کا

فنون دلبری تجہمین بہی گو کچہ کم نتہی یارب
سکہایا کیون بتون کو پہر طریقہ دلستانی کا

قیامت تک نہ نیند آئی گی پہر ان پیاری آنکہون مین
سنو گے کوئی گر فقرہ مری غم کی کہانی کا

قضا ہو پند جسکو شک کا اوسکی بہتکانا
نہ لینا نام بہی بہولی تو ناصح میری جانی کا

نہ ہوتا ذوق حسن و عشق تو شہرہ نہ کچہ ہوتا
تمہاری بیدہانی کا ہماری بی نشانی کا

کبہی امید سی تن کبہی ہین یاس سی مردہ
عجب کچہ رنگ ہی دنیا مین اپنی زندگانی کا

ملو در پردہ مجھسی اور ظاہر مین چھپانی کو
رقیبون کی حوالی کردو عہد پاسبانی کا

نہوتا دل تو کچہ رنجش نہوتی مجھسی اور اونسی
حقیقت مین برا ہوتا ہی جہگڑا درمیانی کا

کرو ناز و ادا تو خیر لذت بہی ملی دلکو
نہین جور و جفا تو کوئی شیوہ دلستانی کا

الہی رنج اونکو ہو تو مرگِ غیر ہی کا ہو
نصیبِ دشمنان سنتا ہون شہرہ سرگرانی کا

قضا نی بہی نپایا کچہ پتا ہر چند ڈہونڈہا کی
یہ عالم تہا شبِ ہجران مین اپنی ناتوانی کا

کیا خاموش دو ہی فقرون مین نواب کو تونی
بڑا دعوی تہا حضرت کو بہی اپنی خوش بیانی کا

۴

بزم مین یاد مجہی کل جو وہ گلرو آیا
خون آنکہون سی ٹپک کر سرِ زانو آیا

خاک پر گر کی فلک میری طرح لوٹیگا
گر کسی روز سرِ قبر وہ بدخو آیا

چیر کر پہینک دیا سینی سی دل کو باہر
ہجر مین چین نہ جب بہی کسی پہلو آیا

۱ انکہین مرقد مین فرشتونکی بہی کہلجائینگی
جہوٹون کہدونگا اگر مین کہ وہ مہرو آیا

اوسکہڑی تجکو دکہادونگا مزہ ہنسنی کا
چشمِ حیران مین اگر کوئی بہی آنسو آیا

مین یہ سمجہا کہ عطارد ہی سرِ کاہکشان
دہانی جوڑا وہ پہنکر جو لبِ جو آیا

قابلِ دید ہی دن حشر کا پر ای نواب
سیر ہو جای گی دونی جو کہین تو آیا

نئی طرح کا اثر تجہمین ای فغان دیکہا
۵ کہ اوسکی وصل سی غیرونکو شادمان دیکہا

وہ اور صحبتِ اغیار اور محفل مین
خدا دکہای نہ پہر کل جو کچہ وہان دیکہا

کبہی تو زلف مین اوجہا کبہی تہا پہلو مین
ہجومِ شوق مین دل کو کہان کہان دیکہا

فرشتے عرش کے بے اختیار رو دینگے
تڑپ کے ہمنے اگر سوے آسمان دیکھا

ہوا ہے وصل کا وعدہ کسی سے گھر شاید
کہ تجھسے آج بہت دل کو بدگمان دیکھا

تمہارے گھر کا مجھے یاد آگیا رہنا
کبھی چمن مین جو بلبل کا آشیان دیکھا

تپش سے میرے ہلا عرش چاہنے والے
پھڑک کے مرتے ہین اس طرح نیمجان دیکھا

گمان شک ہوا مجھسے بزم مین آیا
کہ اوسنے غیر کو پھر بہر امتحان دیکھا

یہ کسنے کھینچی ہے سینے سے آہ عالم سوز
کہ مینے عرش پر اوٹھتے ہوے دھوان دیکھا

لپٹ کے روے یہانتک کہ ہو گئے آخر
تمہارے کوچے مین جب کوئی نیمجان دیکھا

مری نیاز نے اچھے دکھائی یہ تاثیر
کہ اوسنے ناز سے دیکھا مجھے جہان دیکھا

غمون سے چھوٹ کے آئے کنج مرقد مین
کہین جو لطف نہ دیکھا تھا وہ یہان دیکھا

جہان مین ہین بہت شہسوار حسن مگر — نگہ سی تیری ہی فتنی کو ہمعنان دیکہا
سمجہ کی کعبہ وہین لاکہ بار سجدی کیی — ا — کبہی جو بہولی سی اوس بت کا آستان دیکہا

مزہ ہی کیا تجہی رونی مین سچ بتا نواب
کہ تجکو خلد مین بہی ہمنی نوحہ خوان دیکہا

٦

کیا یہان سی وہان سوا ہوگا — حشر مین بہی یہی خدا ہوگا
ٹہنڈی سانسین نہین بعید وصل عدو — ہای کیا یاد آگیا ہوگا
کیا کرون گا علاج نالۂ دل — حشر مین بہی جو نارسا ہوگا
ایسا لسّان اور یون خاموش — تمسی غیرون نی کچہ کہا ہوگا
وعدہ وصل سی ندو تسکین — ہجر مین اور غم سوا ہوگا

خوشخرام آج کیون ہی چرخ کہن — خاک مین کوئی ملگیا ہوگا

بات کرتی نہین جو تم شاہد — کسی دشمن سی کچھ سنا ہوگا

کیون نہ ڈوبی گی کشتی امید — تجھسا ظالم جو ناخدا ہوگا

دی مجھی قصر خلد ہی یارب — دوزخ اغیار سی بھرا ہوگا

کیون ڈراتا ہی عشق سی ناصح — مرہی جائینگی اور کیا ہوگا

پھانس لائی گا دل اسیر طرح — گیسو یار گر رسا ہوگا

سیر محشر دکھاون گا واعظ — جب کبھی وہ صنم خفا ہوگا

حشر پرسش کا دن ہی پر نواب
تجھکو اوسدن بہی پوچھتا ہوگا

دل اگر زلف سی رہا ہوگا ، تو تری ناز پر فدا ہوگا

جو ہوا ہوگا مبتلا تجہپر | اوسکا احوال کیا ہوا ہوگا

حشر مین آوگی جو غیر کی سات | اُس قیامت کا سامنا ہوگا

جوش مین شوقِ وصل کی قاصد | مینی کیا کچہ اوسی لکہا ہوگا

وہ تماشا بہی ہوگا قابلِ دید | جب مرا تیرا سامنا ہوگا

بعد مرنیکی بہی دلِ آزاد | قبلۂ رند و پارسا ہوگا

تیری ضد سی عدو کو چاہین گی | وہ بہی کیا تجہسا بیوفا ہوگا

لی ہی لیگا کبہی فلک کی خبر | کوئی نالہ اگر رسا ہوگا

جاتی ہین کعبی کو وہان بہی اگر | وہی بت ہوتو کیا مزا ہوگا

موت پر جان دونگا مجھ تک
وہ اگر شامل عزا ہوگا

بھول جاؤ گی سب رقیبون کو
جب کبھی مجھسی سامنا ہوگا

رشک ہرگز نہ جائیگا دل سی
سارا عالم بھی گر فنا ہوگا

جبہہ سائی سی انکو ہی امید
خطِ تقدیر مٹ گیا ہوگا

یہ نسمجھو کہ کچھ نہین خواہش
دل مین کوئی تو مدعا ہوگا

اپنی مرنیکا غم نہین ہی یہ غم
تجھپر اب کون مبتلا ہوگا

آج پھر سرخ ہی مرا دامن
خون آنکھون سی پھر بہا ہوگا

سنتی ہین مر گیا ہی کوئی آج
تمنی بھی تو کہین سُنا ہوگا

نکرو دعویِ وفا نواب

اور وہ مائل جفا ہوگا

کون کہتا ہی نظر مین روی جانان ہی رہا / میری آنکھون پر تو دائم میرا دامان ہی رہا

روکتا ہی اوسکو واعظ بت پرستی سی بہلا / جسکا گہر روز ازل سی کافرستان ہی رہا

دل ہمارا تو پہنسا یا سو بلاؤن مین مگر / آپکا گیسو بہی چہری پر پریشان ہی رہا

کچہ نہین سر در گریبان مین ہی تیری تیر مین / جو رہا کوچی مین تیری وہ پشیمان ہی رہا

حسرت اوس بیکس کی بہی ابو ابی دیکہا چاہیی / جسکی قسمت مین ہمیشہ رنج ہجران ہی رہا

ہاتہ اوٹہا تا مین دعا کیواسطی سو بار پر / پنجۂ وحشت مرا وقف گریبان ہی رہا

یہ عدم مین پائی تہی راحت کہ میری لاش پر / لاکہ نازون سی وہ آئی پر مین بیجان ہی رہا

اوس سی گہاتین ہوشیاری کی نہین بنتی ہمین / جو تمہاری روبرو ہر وقت نادان ہی رہا

عشق ورزی سی تری نواب حیرت ہی کہ تو
دیکھکر نازِ بتان کو بھی مسلمان ہی رہا

۹

تری خدنگِ ادا کا وہی نشانہ ہوا
کہ جسکی عشق سی تو آفتِ زمانہ ہوا

عدو کی ٹھوکرین کھانیکو ہی سر میرا
لحد سی آکی ترا سنگِ آستانہ ہوا

خدا کی بندون نی کہنی سی تری اۓ واعظ
کیا تو زہد مگر ایک بھی خدا نہ ہوا

یہ کچھ نہ سوچی کہ مجھپر گذر گئی کیا کیا
تمہین تو قصۂ فرقت مرا فسانہ ہوا

کرینگی کیا وہ الٰہی کہ جن سی وصل نہین
حجابِ عشق سی کچھ مدعا ادا نہ ہوا

تری گلی کو تو چھوڑا عدم مین جا پہنچا
کدھر کو بھیجا تھا قاصد کدھر روانہ ہوا

فرشتونکو بھی کیا میری آہ نی تسخیر
یہ کیا بلا ہی کہ اک تو ہی آشنا نہ ہوا

بہار آی گی صیاد بنکر ای گلچین
کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا

١ بچا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سی فتنہ
بدل کی رنگ وہی گردشِ زمانہ ہوا

یہ کیا کیا جو کیا دعوئِ وفا نواب
کہ اوسکو اور جفا کی لیی بہانہ ہوا

١٠ ہوا ہی وعدہ کسی سی جو گل کی آنی کا
تو رنگ اور ہی کچھ آج ہی زمانی کا

عبث رقیب سی ہوتا ہی مشورہ ایکا
وہ طور پوچھین مجھی سی مری جلانی کا

وصال کا ہو جو وعدہ تو موت سی بھی کہین
کہ آج شب کو تجھی مین نہین بلانی کا

کچھ ایسی لطف سی اوسنی عدو کو قتل کیا
کہ مجکو شوق ہوا اپنی آزمانی کا

یہ جانیگی مری حسرت کہ پھر بھی کچھ نہ رہا
رہا جو حشر تک افسوس دلکی جانی کا

ہماری گریۂ خونین کو پوچھتا ہی کون جہان ہو شہرہ کسی گل کی مسکرانی کا

وہ مجھسی پوچھتی ہین سرگذشت دشمن کی یہ وقت خوب ہی حالِ دل سنانی کا

جہان کو نہ ڈبو چشمِ خونفشان کہ ابھی بہت ہی شوق یہان زمین خاک اڑانی کا

وہان تو گرمِ نصیحت ہی ناصح اور یہان طریق سوچتی ہین تیری بس مین لانی کا

نہ بھولی گا کبھی دل کو مری قیامت تک حیا سی وصل مین عالم وہ منہ چھپانی کا

ازل سی برق ہی بیتاب اور اوسی کوئی پتا بتاتا نہین میری آشیانی کا

خدا سی صبر بھی مانگون جو ہو مجھی معلوم کہ حوصلہ ہی تجھی اسقدر ستانی کا

بہانی آتی کیی وقتِ دید مینی ہی کہ اب محل نرہا بات بھی بنانی کا

مدد کا وقت ہی جوشِ جنون کہ محفل مین اونہین خیال بندہا ہی مری اوٹھانی کا

بنین گی ہم بھی خدا ہی کی عاشق اے نواب
طریقہ خوب ہی اوس بت کی یہ جلائی کا

۱۱

دیکھکر جلوہ تیری نکہت کا — رنگ فق ہو گیا ہی خلقت کا
لوگ گھبراتے ہین عدو اوس سے — مجکو رونا پڑا محبت کا
بے نشانی تمہی مبارک ہو — وہ پتا پوچھتے ہین تربت کا
بڑھ کی ہی تیری قیس سی لیلے — غلغلہ میری شورش وحشت کا
ایسی بھی لوگ ہونگی دنیا مین — جن سی وعدہ کری وہ وصلت کا
پہلی منہ دیکھو آرسی مین تم — پھر سبب مجھسی پوچھو حیرت کا
دار پر چڑھ گیا جو یون منصور — ہو گا عاشق تمہاری قامت کا

حشر برپا ہی ساری عالم مین | میرا نالہ ہی کس قیامت کا
مین تو بسمل ہوا رقیبون کو | خوب موقع ملا عیادت کا
شوخیِ حور سی اوسی کیا بحث | ہو جو خوگر تری شرارت کا
راتدن چھوڑ رونی کو زاہد | پھر تبا وقت تو عبادت کا
تیری بسمل کی نزع پر افسوس | ہای اوسکا وہ وقت حسرت کا
کچہ مسیحا سی کم نہین وہ لب | کیا کرین پر علاج شہرت کا
اوسنی بیداد کی تہمت بھی | دل کو دعوی ہا محبت کا
جب سی پوچھی ہین آپ نی آنسو | تب سی رونا ہی اپنی قسمت کا
غیر کو دی مرادِ دل یارب | مین تو خواہان ہون اپنی حسرت کا

ایسی لذت سی جان دی مینی | شوق اجل کو ہوا شہادت کا

دعویِ عقل عشق مین نواب
کچھ ٹھکانا ہی اس حالت کا

۱۲

پیار کرنا بھی اچھی صورت کا | سامنا ہی بڑی مصیبت کا
ایسی نوحی کیی کہ محشر مین | پیٹنا پڑ گیا قیامت کا
واجب القتل ہون کہ رو رو کر | دل کیا خون ساری خلقت کا
بوسی کی نام سی بگڑتی ہین | کچھ ٹھکانا ہی اس نزاکت کا
کشتۂ ناز ہو چکی پھر بھی | شوق دل مین رہا شہادت کا
شب وصلت مین کیا کرینگی ہم | دھیان آیا جو روزِ فرقت کا

پیار کرتا ہون تجہسی ظالم کو — مین تو قائل ہون اپنی ہمت کا

کل تو پہلو مین تہا بہت لیکن — آج دل مین ہی درد شدت کا

خلد مین بہی یہی ہیگا دہیان — کیا ہوا ہای جوش حسرت کا

یا الہی جہان سی مٹ جاہی — نام تک عاشقونکی قسمت کا

کچہ یہ انصاف ہی تو چپ ہو — غیر سی حال میری چاہت کا

مرگ شادی مجہی مبارک ہو — قصد کرتا ہی وہ عیادت کا

دل پژمردہ کو بہی دل لگی — وقت ہوگا جو کوئی فرصت کا

غیر کو نامہ لکہتی ہو ہم بہی — کہولین دفتر ذرا شکایت کا

شوخیون سی وہ کرتی ہین توبہ — یہ بہی اک طور ہی شرارت کا

کیا ڈراتا ہی حشر سے واعظ
ایک وہ بھی ہی نکفت کا

بچکیا غم سی مین جو اکبی بار
نام بھی پھر نہ لونگا الفت کا

حالِ نواب کچھ نپوچھ کہ آج
رنگ ہی اور خود بدولت کا

۱۳

جھومتا نازسی جسدم وہ پریزاد آیا
ایسی حالت ہوئی میری کہ خدا یاد آیا

لوگ تھامی ہوی ہین دلکو ذرا دیکھو تو
کون اس بزم مین آمادۂ فریاد آیا

ایسی حسرت کی نگاہون سی بُلایا مینی
کہ مری قتل کو روتا ہوا جلاد آیا

ابھی دعوی بہت انصاف کا ہی داورِ حشر
سیر ہو جای گی گروہ ستم ایجاد آیا

شاد تھا وصل مین کیسا دلِ غمگین میرا
کیون غمِ ہجر ترا ہای مجھی یاد آیا

ایسی مشکل تھی اسیری کہ پھنسانیکو مری
دام زلفوں کا لیے ہاتھ مین صیاد آیا

حسنِ شیرین نے کسی نازوادا سے مارا
پیٹتا قبر سے جسکی لیے فرہاد آیا

جسکو مشغولِ ستم دیکھ لیا واہ رے شوق
وہین سو جان سے اوس پر دلِ ناشاد آیا

ہای فریاد کرین کس سے کہ تو نے اے چرخ
جسکو بھیجا وہی آمادۂ بیداد آیا

ٹھیک نقشہ جو کسی مانگ کا کھینچا نہ گیا
سر جھکائے ہوے اوس بزم سے بہزاد آیا

کلمہ پڑھنے لگے گا وہین بت کا زاہد
جوش پر کچھ بھی اگر حسنِ خداداد آیا

دشتِ وحشت مین مجھے دیکھ کے لیلی نے کہا
اپنے مجنون سے کہ لے دیکھ وہ اُستاد آیا

بزم مین غیرونکی تڑپا کیے بسمل کیطرح
میرا رونا جو تمہین بھول کے بھی یاد آیا

نشۂ عیش سے بیہوش رہا مدت تک
جو ترے پاس سے اک آن کو بھی شاد آیا

شوقِ نشتر تھا ہماری رگِ جانکو ایسا | خون کا جوش ہوا جب کبھی فصاد آیا

غش مین کیا لیٹی ہو نواب ذرا کھولو نگاہ
دیکھو تو پھر عیادت وہ پریزاد آیا

۱۴

غیر مر جائی گا یا عالم فنا ہو جای گا | حال میرا جبھی سُن لوگی تو کیا ہو جای گا
عشقِ جانان گر مری دل سی جدا ہو جای گا | تو نہین معلوم ناصح دم مین کیا ہو جای گا
وصل کا وعدہ نکرنا وقتِ آخر ناز سی | ورنہ جینی کی لیی اک آسرا ہو جای گا
کون مقتل مین سنی گا میری فریاد ین تم | ہاتہ اوٹھاؤ گی تو شورِ مرحبا ہو جای گا
شوقِ وصل و دردِ ہجران کہکی پھر آ نامہ بر | مطلبِ دل دو ہی باتون مین ادا ہو جای گا
دل بہلا کیا خوش کری واعظ کہ میری آہ سی | خلد مین بھی دوسرا محشر بپا ہو جای گا

حشر اوسکا کس طرح ہوگا بتا تو اے خدا
جو کوئی کوچے مین اوس بت کی فنا ہو جائیگا

غیر تمکو باوفا سمجھا ہی تو کچھ غم نہین
رفتہ رفتہ وہ بھی پامالِ جفا ہو جائیگا

مستِ مغرورِ خودی نواب جسکا نام تھا
یہ نہ سمجھی تھی کہ یون تجھپر فدا ہو جائیگا

ہٹ نئی غمزہ نیا حیلہ نیا ناز نیا
دل لبھانی کا وہان روز ہی انداز نیا

دل مرا دیگا خبر میری تجھی ڈرتا ہون
تیری گھر مین یہ برا پہنچا ہی غماز نیا

چاہنی والی نئی ملتی ہین اونکو یارب
کوئی مجکو بھی ملی شاہدِ طناز نیا

مین ہون یا ایک مرا دل ہی شہادت کیلیے
اور تو کوئی بھی دیکھا نہین جانباز نیا

غیر ہو قتل جو باتون سی تو ہم جی اٹھین
چاہتی ہین تری ہونٹھون سی عجب اعجاز نیا

وہ بھی دو دن مین ہوا مثل پرانونکی برا — ڈھونڈہ کر کوئی نکالا ہی جو ہمراز نیا

سبزۂ خط سی ترا حسن نہ بگڑا کچہ بھی — انتہا کا ہی مری جان یہ آغاز نیا

پھر نہ پہنکونگا مین پر بھی جو تیری گہر مین — اسکے آئیگا نظر کوئی در انداز نیا

جو کری قدر مری جنسِ کہن کی یا رب — تا ابد اوسکا ہی حسنِ خداساز نیا

اپنی جوبن کی طرح منہ بھی چہپالیتی ہین — وصل مین غضب نکالا ہی یہ انداز نیا

گالیان روز تہین پر ہمنی سنا ہی نواب
اور کچہ شکوہ ہو آپکا اعزاز نیا

۱۶

ناز بھی اوسنی وہان ہاتہ کمر پر رکہا — درد نی اوٹہ کی یہان کوہ جگر پر رکہا

دلِ خونابہ فشان کا بھی کرو کوئی علاج — تمنی دامن تو مری دیدۂ تر پر رکہا

منہ قیامت مین دکھاؤنگا مین کیا حسرت کو
ہای تابوت مرا کیون تری در پر رکھا

ذوقِ وصلت مین کرون کیا یہ دلِ ناداں نی
جان دینا تو تری عزمِ سحر پر رکھا

تجھسی ای شوق سمجھ لونگا اگر ابکی بار
تونی زنن مجھی امیدِ خبر پر رکھا

نیند کی جھونکی دمِ نزع مجھی آنی لگی
ہای کسنی یہ مری دردِ جگر پر رکھا

آہ نکلی ہی نہین ہجر مین منہ سی نواب
ہمدمون نی عبث الزام اثر پر رکھا

کیا حال ہوگا حشر مین اوس دادخواہ کا
کشتہ ہی جو فقط تری ترچھی نگاہ کا

منہ پر نچھوڑ زلف کہ تیری ہی حسن سی
درپردہ سامنا ہی یہ روزِ سیاہ کا

ہنستی نہین ہین تجھپہ اگر محتسب تو پھر
شور اوٹھ رہا ہی شیشونمین کیون قاہ قاہ کا

١

دسوان فلک بنی گا زمانی کی واسطی
نقشہ یہی رہا جو مری دودِ آہ کا

معنی جدا ہون لفظ سی گر مین رقم کرون
مضمون کچہ بہی نامی مین حالِ تباہ کا

وہ دی سزا تو حسنِ عمل سی بہی دوستو
بڑہ جای کیون نہ مرتبہ اپنی گناہ کا

ٹہوکر لگی جو کعبی کی در پر تو ناگہان
آیا خیال مجکو تری سنگِ راہ کا

رخسار اوسکی آئنی مین جلوہ گر نہین
جلوہ ہی ایک ہالی مین خورشید و ماہ کا

دل مانگ لونگا حشر مین دعوی کی واسطی
لازم ہے مدعی کو بلانا گواہ کا

تیری گلی کی مجکو گدائی ہووے نصیب
گر ہو خیال تیری سوا مال و جاہ کا

دب جائین ہم کبہی کبہی تم درگذر کرو
الفت مین جان ڈہنگ یہی ہی نباہ کا

روتی ہو کیون فراق مین نواب رات دن

تمکو تو ذوق تھا بہت اوس بُت کی چاہ کا

لاشہ اوٹھتا تھا یہ کسی عاشقِ دلگیر کا
شور تھا جو ہر گلی کوچی مین کل تکبیر کا

وای قسمت جس صنم کو عمر بھر سجدی کیی
وہ بھی قائل ہوگیا آخر مری تکفیر کا

موت بھی آتی ہی تو ہنستی ہی مجکو دیکھکر
دُور تک پہنچا ہی اب شہرہ مری توقیر کا

قدسیو نسی خبر گنہ سرزد نہو کوئی عمل
نام کو بھی گر مزہ پائین تری تعزیر کا

بعد اک مدت کی اونسی ہای یہ بھیجا جواب
ہم نسمجھی کوئی مطلب آپ کی تحریر کا

قائم رونیسی اب لکھتا تھا جب خطِ جبین
تھامنا تھا ہاتھ او سیدم کاتبِ تقدیر کا

جسکو جو جلوہ دکھایا وہ اوسیکا ہوگیا
وہ صنم سر سی قدم تک نقش ہی تسخیر کا

ہی خجل قامت سی یا شرمندۂ رفتار ہی
کوئی پوچھی تو قیامت سی سبب تاخیر کا

ڈھونڈہ کر اسکو نکالو تم تو مین جانون ہین
اب تو دلمین چھپ رہا پیکان تمہاری تیر کا

١ تیری زلفین ہین رسا تو جوشِ وحشت سی یہان
عرش تک پہنچا ہی شیون اپنی ہی زنجیر کا

حضرتِ نواب نی اہد پتر جسم واہ واہ
حکم ہو اسکی لیی تو حشر تک تشہیر کا

١٩ کیون نہ بگڑی ہر گھڑی نقشہ مری تقدیر کا
ہی بغل مین رات دن خاکا تری تصویر کا

وہ درازی ہوگئی ہی عشِ وحشت مین کہ اب
گیسوونسی مل گیا ہی سلسلہ زنجیر کا

قربِ دشمن اپنی دوری دیکھی ہی رویا مین آج
یارب اولٹا ہو اثر اس خواب کی تعبیر کا

وصل اپنا خیر مقدر اور باتون پر کرو
ورنہ ہوگا اک بہانہ خلق کو تدبیر کا

وہ شکار افگن مگر آیا ہی صحرا مین کہ آج
سوی ناوک پھر گیا ہی منہ ہر اک نخچیر کا

جو مزہ ہی اوسکی غصّی مین نہین وہ لطف مین
عفو چاہونگا نہ مین اپنی کسی تقصیر کا

گر اثر ہوتا تو کیا ہوتا کہ اس حالت مین ہی
غلغلہ پہنچا فلک تک آہِ بی تاثیر کا

ہر پلک اوس ترک کی ہی خنجرِ بران سی تیز
ابروون مین صاف عالم ہی خمِ شمشیر کا

ہوگیا وہ زرد کچہ بھی جسکی منہ پر پڑ گئی
تیری خاکِ راہ مین کیا ہی اثر اکسیر کا

حضرتِ ناصح نہ نکلی بات اوسکی روبرو
شور ہی سنتی رہی ہم آپ کی تقریر کا

دل جگر نواب دونون ہوگئی جل بھن کی خاک
یہ ہوا انجام آخر نالۂ شبگیر کا

۲۰

جوش پر یہ دیدۂ پرنم رہا
جس ہی عالم درہم و برہم رہا

کیا کرونگا وصل مین اے شوقِ دل
حسرتون کا گر یہی عالم رہا

کٹ گئی لاکھون گلی لیکن ہان | تیغِ ابرو کا وہی دم خم رہا

سیکڑون عالم فنا ہو جائینگی | دو گھڑی بھی گر مرا ماتم رہا

کیا مری آغوش مین ٹھہری وہ بت | عیش غم سی کب بھلا توام رہا

حشر تک بھی گر رہا لطفِ وصال | مین یہ سمجھونگا کہ پھر بھی کم رہا

اپنی بیگانی ہوی جسکی بہی | ہای مجھسی وہ بھی نامحرم رہا

خاک ہو جاوگی ای نواب تم
اور چندی گریہ شورِ غم رہا

۱۱

شوق ہی اوسکو بہت اپنی خودآرائی کا | آئنہ کیون نہ بنی چشمِ تماشائی کا

ساری دنیا مین ہو چرچا مری رسوائی کا | عشق اسواسطی ہی اوس بتِ ہرجائی کا

میرا دلبر وہی کافر ہی جسی روزِ حشر
آج دعوی ہی تری سامنی یکتائی کا

عرش پر لاش مری چاہیی رکھنا ہمدم
سوچ تو کشتہ ہون کسکی شبِ تنہائی کا

ذوقِ دیدار مدد کر کہ بڑی شوق سی وہ
حوصلہ دیکھتی ہین اپنی تماشائی کا

ہای وہ نزع مین بالین سی ترا اوٹھ جانا
دیکھنا یاس سی وہ تیری تمنائی کا

چرخ سی آتی ہی اوسوقت بلا جب سی
پوچھ لیتی ہی پتا آپکی شیدائی کا

جسجگہ مُلکِ عدم مین ہین وفائین تیری
وہین مسکن ہی ہماری ہی شکیبائی کا

خطِ قسمت اسی حیلی سی مٹایا مینی
ورنہ تھا کسکو یہان شوق جبین سائی کا

شکل غیرونکی بھی میری سی بنا دی یارب
تا نہو حوصلہ پورا کسی ہرجائی کا

ہای اوسنی ہی مجھی قتل کیا ای نواب

جسکو دعویٰ ہی بہت اپنی مسیحائی کا

کل جو مقتل مین ادا سی وہ ستمگر آیا
مین بھی تھامی ہوی اپنا دلِ مضطر آیا

دیکھ لوگی اوسی تو تم بھی تڑپ جاوگی
دل تڑپ کر جو کبھی سینی سی باہر آیا

روز اس طرح کی دشمن ہین عدو کہ وہ آج
خانۂ غیر کی دہوکی مین مری گھر آیا

بار تھا سایۂ گیسو بھی جسی شانی پر
وہ اوٹھانی کو جنازہ مرا کیونکر آیا

پیشِ حق لیگئی سب نامۂ اعمال تو مین
تیری شکونکا بغل مین لیی دفتر آیا

وہ تو آیا نہین جسکی ہی تمنا ہمکو
کیا کرین حشر مین گردِ اورِ محشر آیا

ہای ری یاس کی تاثیر کہ کل مقتل مین
رو دیا اوسنی بھی جب مین تہِ خنجر آیا

ضعف کا اپنی مین احسان نمانون کیونکر
ہاتہ تھامی مرا محفل مین وہ دلبر آیا

موت کی وعدی کا بہی جسکو نہین خاک یقین / جہوٹا وعدہ ترا کیونکر اوسے باور آیا

ہون وہ مشتاق شہادت کہ خوشی سی مینی / مُہر کردی وہین جب سامنی محضر آیا

کہائی اوسکی نصیبون کی قسم حسرت سی / کہ جسی زہر بہی غم مین نہ میسر آیا

کبہی ہم چاندیہ ڈوبا ہی شفق مین ساقی / جب تری دستِ حنا بستہ مین ساغر آیا

شیخ بہی مثلِ برہمن جو صنم کہ اوٹہا / دیکہنا بزم مین یہ کونسا کافر آیا

ہای اتنا تو بتادی دلِ وحشی مجکو / چین بی اوسکی تجہی ہجر مین کیونکر آیا

جیتی جی تو نہ کبہی لی دلِ بیکس کی خبر / اوسگہڑی آئی کہ جب وقت برابر آیا

جاکی اوس بت کو نصیحت نہ کبہی کی واعظ / یون تو تکنی کو ہمیشہ سرِ منبر آیا

کسنی نواب پکارا تجہی جو تو گہر سی

ہاتہ باندہی ہوی رومال سی باہر آیا

۲۳

گر عدم مین بہی کمر کا تری شہرا ہوگا
رشک سی ہای مرا حال وہان کیا ہوگا

حشر جس روز بڑی دہوم سی برپا ہوگا
یہی دل ہوگا بغل مین تو تماشا ہوگا

جسکا سر ہوگا دمِ نزع تری زانو پر
کُنجِ مرقد مین وہ کس چین سی سُویا ہوگا

لذتِ جور مین جی بہرکی اوٹہالون ظالم
تجہسا بیرحم نہ ہرگز کبہی پیدا ہوگا

مرگیا مین شبِ وصلت تو وہ ہنسکر بولی
غش مجہی دیکہکی شاید اسی آیا ہوگا

میری پہلو سی ذرا اکہکی تم اوٹہنا ورنہ
تپشِ دل سی مرے حشر بپا ہوگا

اور کیا ہوگا رقیبونکی ملاقاتون سی
یہی ہوگا کہ کہین انکا بہی چرچا ہوگا

تمسا دانا تو زمانی مین نہین اب لیکن
مجہسا نادان بہی تا حشر نہ پیدا ہوگا

جب بنایا تہا زمانی کو خدانی نواب
ہای اوسکو بہی عجب پیار سی دیکہا ہوگا

کچہ تو ارمان دل مین چہوڑا تہا ۲۲ جس لیی تو نی عہد توڑا تہا
دیکہنا تہا مجہی کو محفل مین مُسکرا کر جو مُنہ کو موڑا تہا
ساری دنیا کا درد تہا دلمین میری نزدیک پہر بہی تہوڑا تہا
نہین ملتا ہی کیون سراغ تجہے دل تو تیری ہی پاس چہوڑا تہا
پہر ہوی اشک آنکہ سی جاری مینی دامن ابہی نچوڑا تہا
کانی بیوقت تو نی پر صیاد مدتون مین قفس کو توڑا تہا

پہوٹ کر آنکہون سی بہا نواب

دل تہا پہلو مین یہ کہ پہلو تہا

٢٥ مین خود ہی مر گیا کہ کسی پر فدا ہوا | کیا پوچہتی ہو مجہ سی خدا جانی کیا ہوا

حالِ غمِ فراق جو کہتا ہون مین کبہی | کہتی ہین یہ فسانہ ہی میرا سنا ہوا

بختِ سیاہ پر مری عاشق ہی اک جہان | حیران ہون کہ کیون نہ وہ زلفِ دوتا ہوا

صدقی مین ایسی مرگ کی گر بعدِ قتل وہ | گہبرا کی بول اوٹہی کہ ہی یہ کیا ہوا

آخر بہٹک بہٹک کی مین پہنچا ہی یار تک | صد شکر شوقِ دل ہی مرا رہنما ہوا

نواب تم تو عشق سی کرتی تہی سبکو منع
دی بیٹہی آپ دل یہ خدا جانی کیا ہوا

٢٦ وہ دل کہ خدائی کی لیئی عرشِ برین تہا | دیکہا تو تری رہ مین وہی خاک نشین تہا

کیا ہمنی ہی چاہا ہی کہ ہین ہو بر دیدہ
دنیا مین مگر عشق کبھی پہلی نہین تہا

مٹ جائینگی سب نام و نشان اہل وفا کی
اندازسی تیری مجھی پہلی ہی یقین تہا

سجدہ نہ کیا کعبی کو واعظ تو ہوا کیا
بتخانی مین قشقہ تو یہان زیب جبین تہا

غم کہانی کی دعوی سی گئی غیر کی گہر ہم
دیکہا تو وہ ہمسی بہی کہین بڑہ کی حزین تہا

عشاق تو کیا چیز ہین مقتل مین ہماری
نقش قدم یار بہی پیوند زمین تہا

نظارۂ یوسف سی کٹی جنکی کف دست
افسوس یہ آتا ہی کہ مین اونمین نہین تہا

اوس تک بہی پہنچتا نہین یارب یہ ہوا کیا
نالہ تو مرا ہمنفس روح امین تہا

کیا ہوگیا تہا ہای کہ کل اپنے وفا پر
وہ جہوٹی قسم کہاتی تہی پر مجکو یقین تہا

لب خون ہوا دل خبر اسکی نہین لیکن
اتنا تو سنا تہا کہ یہ ماتم بہی کہین تہا

کیون باتین بناتی ہو عبث زہد کی نواب
جس بزم مین تم رات تہی مین بہی وہین تہا

۲۰

سینی مین عشقِ روی صنم سی یہ نور تہا
نکلا جو شعلہ دل سی وہ اک برقِ طور تہا

ہر چند شانِ فتنہ گری سی یہ دور تہا
لیکن ہماری لاش پر آنا ضرور تہا

خلقت نہین ہوئی تہی مری جبتک اے خدا
سینی مین کسکی میرا دلِ ناصبور تہا

مینی تو رنجِ ہجر سی تنگ آکی جان دی
اوسکو یہی ہی وہم کہ مشتاقِ حور تہا

لی لینی مین تہی کسکی خطا یہ بتائیے
دل دینی مین تو خیر ہمارا قصور تہا

مرتا ہون مین تو اپنی ہی وقتِ اخیر پر
جو دم تہا وہ مقابلِ یوم النشور تہا

دیوانگی تمہاری ہی الفت مین کچہ نہین
میری دماغ مین تو ازل سی فتور تہا

کیا داخل اسمین رشک کو موت آئی مر گیا
وہ کہتی ہین کہ غیر بھی کتنا غیور تھا

ٹانکی لگائی زخم مین گر چارہ گر کو کیا
دل کی یہ فکر کی کہ بہت چور چور تھا

روزِ ازل ہی کیون نہ قیامت ہوئی بپا
نالہ مرا تو جب سی ہم آہنگِ صور تھا

آیا نہ روزِ حشر کسیکی طلب سی بھی
نواب کو یہ عشق مین تیری غرور تھا

ردیف بای موحدہ

۲۸

جتنی معشوق ہین عشاق کی غمخوار ہین سب
اک فقط میری لیی بر سرِ آزار ہین سب

وعدی کرتی ہو ملاقات کی تم ہنس ہنس کر
کون جانی انہین اقرار یہ انکار ہین سب

تم نہین لیتی تو اغیار کی دل دو مجھکو
غمِ فرقت کی لیی یہ بھی درکار ہین سب

ای اثر دیکھ ذرا خوب سنبھل کر آنا — کہ مری آہون سی دشمن مری بیدار ہین سب
یہ نجانو کہ مری دل کو نہ لیگا کوئی — دل ہی وہ چیز کہ اس شی کی خریدار ہین سب
جان دیتی ہین جو سو جان سی تجھپہ ایجان — یا سمجھتی نہین یا جان سی بیزار ہین سب
لاگ جسکو نہو تو جور سی اوسکو کیا کام — میری نزدیک جفائین بھی تری پیار ہین سب
حال کیا ہوگا سحر تک کہ مری جی پہ — آج کچھ شام ہی سی مرگ کی آثار ہین سب
کون سی کافر بدکیش کو دیکھا یارب — کہ مری تن کی رگین صورت زنار ہین سب
رشک کس کس سی کرون ہای کہ اس عالم مین — دل ہین جتنی وہ تری طالب دیدار ہین سب
عاشقون کو نہ ڈرا حشر سی تو ای واعظ — یہ تو اول ہی سے دلدادۂ رفتار ہین سب

یہ تو نواب محبت ہی کی آثار ہین سب

۲۹

نہ لکھا مینی یا لکھا مطلب — نامہ بر تجکو اس سی کیا مطلب

نام ہی اوسکا ساری خط مین لکھا — نہوا نام کو ادا مطلب

خط لکھا روزِ حشر تک لیکن — پھر بھی دل ہی مین رہگیا مطلب

تم عبث پوچھتی ہو اورون سے — مجہ سی پوچھو جو ہے مرا مطلب

اوس پریرو نی ہنسکی ٹال دیا — جب زبانی مری سنا مطلب

مینی لکھا تھا خط صفائی کو — تم مکدر ہوئی یہ تھا مطلب

مرتی ہین ہم کسی پر ای ناصح — تو بتا تجکو اس سی کیا مطلب

رشکِ اغیار پر وہ کہنی لگی — اسمین ہوگا کچہ آپکا مطلب

نام ہی لکھدیا لفافی پر — خط مین جب کچھ نہ لکھ سکا مطلب

حال نواب دیکھکر چپ ہو
اب نہ کہنا کہ اوس سی کیا مطلب

۳۰

نازل ہی آسمان سی مجہپر عبث عذاب — کافی ہی میری قتل کو وہ چشم نیمخواب

یہ طول ہی کہ چاہیی پڑہنی کو ایک عمر — لکہین گی خاک وہ مری مکتوب کا جواب

ہو شرم تہوڑی دیر تو کچہ صبر بہی کرون — کیا بات ہی کہ تمکو ہی ہر بات مین حجاب

اپنا سا لیکی رہگئی منہ کچہ نہ بن پڑی — جب مینی بہی بگڑکی دیی دو کڑی جواب

غش ہو نہین اپنی شوق دلی پر کہ وصل مین — ہر اک ادا پہ اوسکی تہی لاکہون ہی اضطراب

حیف اوسکی زلف سی کوئی یہ پوچہتا نہین — تو کس سی اوجہی ہی تجہی کیون ہی پیچ و تاب

کھولون نہ بان بھی شکایت بھلا مین کیا — ایام عمر تھوڑی ہین شکوی ہین بیحساب

افسردگی پر اس دل نواب کی نجا
ہی یہ بھی عاشقون مین تمہی فرد انتخاب

ردیف بای فارسی

۳۱

نواب ترک کیجیی اب آن بان آپ — عاشق ہوی تو چھوڑیی اپنی شان آپ

تم بر مین ہو تو گھر مین پھٹکنی نہ دون کبھی — آفت تو کیا ہی آی اگر آسمان آپ

جبرا لیا ہی دل کو اداون نی سوچ تو — دیتا ہی ایسی چیز کوئی مہربان آپ

مجکو مٹا ہی گا تو نا کامیونکی ہای — پھر کسکی دل مین دیکھینگی اپنی نشان آپ

سب حال دل کہون مین تو پھر کیا ہوا واہ — دو ہی شکایتون مین ہوی بدگمان آپ

نواب چاہ موی کمر کی تہی یہ پہر
بیٹہی بٹہای ہو گئی کیون ناتوان آہ

یہ تو کبہی کیون نڈر ہین اسقدر محشر سی آپ
۳۲ کیا وہان بہی مجکو دیکہینگی اسی تیور سی آپ

ہی تڑپنی کا عبث الزام مجہپر وقتِ ذبح
کیجیی اس کی شکایت اپنی ہی خنجر سی آپ

وہ نظر آئی تماشا جو نہ دیکہا ہو کبہی
گر جلا دین آئنی کو میری خاکستر سی آپ

آپ کیا جانین کہ یہ آوارگی کیا چیز ہی
مثلِ دل دم بہر کو بہی نکلی نہین ہین گہر سی آپ

پہول جوڑی کی چُنی وصلت مین اخفا کی لیی
لختِ دل بہی تو مری چُنیی ذرا بستر سی آپ

خون نکلا فصد سی میری تو غش کہا کر گِری
کہینچیی گا تیغ کیا گہبرا گئی نشتر سی آپ

کیا قیامت ہی کہ فرقت مین پیین ہم خونِ دل
اور وصلِ غیر مین بدمست ہون ساغر سی آپ

منعِ می کی توبہ جب ہو حضرتِ واعظ قبول
میکدی کو جائین جب سید ہی منبر سی آپ

کان نالونکی رہی مشتاق ای نواب گل
پہنس گئی تھی رات کو شاید کسی دلبر سی آپ

ردیف تای فوقانی

۳۳
ہوگئی محو وہ خود دیکھکی اپنی صورت
یہ ستانی کی نکالی ہی نرالی صورت

لیٹی جو بن ہین مری روئی ہوئی آنکھون پر
کبھی دیکھو تو غمِ ہجر مین میری صورت

آج مجھسا جو نظر آتا ہی ناصح مجکو
ہای کیا دیکھلی اوسنی بھی تمہاری صورت

تجھسا مین شاد رہون مجھسا رہی تو غمگین
عشقبازی مین نکالون کوئی ایسی صورت

کون کہتا ہی کہ ہی حسن بتونکا جانبخش
مرگئی دیکھتی ہی ہمتو وہ اچھی صورت

۴۷

صفتِ حور بہت کرتا ہی واعظ شاید
ابھی دیکھی نہین ہی اونکی سی یکی صورت

تابشِ رخ ہوئی دونی جو ہوئی خفا لگی
وہ بگاڑا کیی پھر بھی تو نہ بگڑی صورت

دل جلانی کی تو ای جان دکھائین شکلین
دل لگی کی بھی نظر آئیگی کوئی صورت

بر مین دشمن کی کن انکھیونسی مجھی تکتی ہین
میری تسکین کو کیا خوب نکلی صورت

ہم نہ کہتی تھی کہ ہی عشق کا انجام برا
دیکھو نواب وہی سامنی آئی صورت

۴۴

کھنی سی عدو کی وہ جمائی تھی دہڑی رات
سچ پوچھو تو اس سی بہی تھی کوئی کڑی رات

آفاق مین پھولا نہ سماؤنگا مین ہرگز
بھیجی ہی مجھی یار نی پھولونکی چھڑی رات

پیدا ہوا غماز نیا صبحِ شبِ وصل
کیون بھول گیا ہای وہ موتی کی لڑی رات

۳۶

بھلا برا نہین کچھ بھی جواب کیا باعث
نہ وہ کرم ہی نہ وہ ہی عتاب کیا باعث

شب فراق سی کوئی کہی ای ظالم
ہماری جان پر آتا عذاب کیا باعث

دیی جو بوسی تو پھر وصل سی ہی کیون انکار
ہجوم شوق مین ہی اجتناب کیا باعث

بہار آتی ہی جب سوچتا ہون پیری مین
پلٹ کی پھر نہین آتا شباب کیا باعث

رقیب تک مری ساقی گری سی راضی ہین
فقط وہی نہین پیتا شراب کیا باعث

تمہاری ہجر کی راتین تو بیحساب آئین
نہ آی ہول کی روز حساب کیا باعث

ہزارون عارض جانان کو روز دیکھی ہین
مجھی کو اک نہین آتی ہی تاب کیا باعث

ہوا مین چپ تو وہ جھنجلا کی بول اوٹھی مجھسی
تری سکوت کا خانہ خراب کیا باعث

جہان مین بہت ایسی ہین خوبرو نواب

اوسیکو تونی کیا انتخاب کیا باعث

ردیف جیم تازی

۳۷

جیسی ہین نالۂ عشاق اثر کی محتاج
ایسی ہی ہم ہین تری ایک نظر کی محتاج

بی نیازی ہمین زیبا نہ تمہین استغنا
ہم اگر دل کی ہین تو تم ہو کمر کی محتاج

ہوئی سب باتو نسی جب یاس تو بھیجا قاصد
پہلی ہم وصل کی تھی اب ہین خبر کی محتاج

ہونگی وہ بھی کہ جنہین ہوگی شب و روز خوشی
ہمتو ہین غم مین تری شام و سحر کی محتاج

گنج قارون کی بھی ہرگز نہین حاجت انکو
میری دامن ہین فقط لخت جگر کی محتاج

نہ میسر ہو اگر دولت دیدار تو پھر
کیا کرین ہای تری راہگذر کی محتاج

ہین پری اسلی کچہ میری نہین ہی پروا
گر بشر ہوتی تو ہوتی وہ بشر کی محتاج

پیاری پیاری تری باتون کی فقط طالب ہین
ہمتو دولت کی نہ خواہان ہین زر کی محتاج

نامہ لکھا ہی جو اوس شوخ کو تو ای نواب
عمر بھر بیٹھی رہو یون ہی خبر کی محتاج

ردیف جیم فارسی

۳۸

آہ اوسکی محفل عشرت مین تا امکان نہ کھینچ
کھینچ بھی تو اس تڑپ سی ای دل سوزان نہ کھینچ

شوق تو یہ چاہتا ہی ایک دم کو بھی نہ چھوڑ
بی نیازی کہتی ہی اوس شوخ کا دامان نہ کھینچ

بعد مدت کی ملا ہی سو دعائین مانگ کر
چارہ گر سینی سی میری یار کا پیکان نہ کھینچ

حیف اوسکی درد سی واقف ہو کوئی دوسرا
آہ تک بھی رنج فرقت مین دل نادان نہ کھینچ

مر چکی ای وحشت دل اب خدا کی واسطی
خاک ہو جانی دی ہمکو جانب زندان نہ کھینچ

زلزلہ آئیگا میری قبر مین فریادسی | ایسی درد انگیز نالی بلبلِ نالان نہ کھینچ

حشر مین حسرت نہو نواب دامنگیر حال
چاک کر پیراہن اپنا یار کا دامان کھینچ

ردیف حای حطی

٣٩

اوسکی محفل مین نہ بیٹھی ایکدم اچھی طرح | دیکھی کیونکر جمالِ یار ہم اچھی طرح
ہاتہ مین ہو جام ساقی سامنی پہلو مین یار | جب مین دیکھون سیرِ گلزارِ ارم اچھی طرح
طی کریگا کسطرح راہِ عدم وہ ناتوان | ضعف سے اوٹھتا نہو جسکا قدم اچھی طرح
چند بوسی اسکی گھاری مین دیدیجی مجھی | غیر سی تم وصل کی کہالو قسم اچھی طرح
کوئی حسرت رہ نجائی دلمین کہنی کی ایسی | زندگی بھر کیجی مجھپر ستم اچھی طرح

دل ہی مین ڈہونڈہینگی اوس بت کو ہم اک عمر تک
کر چکی نظارۂ دیر و حرم اچہی طرح

ای اجل اتنا توقف کر کہ وقتِ واپسین
دیکہ لون جی بہر کی مین وہ صنم اچہی طرح

اپنی مرنیکا نہین غم پر یہی افسوس ہے
کون اوٹہائیگا ترا بارِ الم اچہی طرح

گریہ شادی نی وصلتمین دکہائین آفتین
دیکہنی بہی تو نپائی اونکو ہم اچہی طرح

واہ رے شوقِ شہادت ہم تڑپ کر مر گئی
تیغ بہی ہونی نپائی تہی علم اچہی طرح

آبِ حیوان پر بگاڑا خضر کی کہنی ہمین
پی گیا کہنی ستی تیری جامِ سم اچہی طرح

شوقِ دل کہتا ہی لکہ دفتر کی دفتر پہچان
اوٹہ نہین سکتا نقاہت سی قلم اچہی طرح

وہ کہائین پہر قسم نواب وصلِ غیر پر
لیلو تم اس بات کی اونسی قسم اچہی طرح

ردیف خای معجمہ

بیوجہ کچہ نہین ہی یہ رنگِ بہار شوخ
بیشک چمن مین آئیگا کوئی نگار شوخ

کیونکر نہ جوش کہائی مرا خون ہر گہری
رنگت تری دولائی کی ہی کیا ہی یار شوخ

بلبل نہ چہپای کبہی گل کو دیکہکر
چہکی مری بغل مین جو مثلِ ہزار شوخ

ہرگز نہ ہاتہ اوٹہاؤنگا اوس بت سے واعظو
لاؤگی تم جنان سی اگر سو ہزار شوخ

جانا سمجہکی شیخ وہان کو نہین ہون مین
ہین اب بہی میکدی مین بہت بادہ خوار شوخ

ہم اسلیی تڑپتی ہین خالق کی روبرو
تا خلد مین بہی کوئی ملی گلعذار شوخ

نواب اپنی دل کو بچاؤن مین کس طرح
غمزہ غضب ہی ناز قیامت ہی یار شوخ

ردیفِ دال مہملہ

ام

نکل گئی مری منہ سی جو ناگہان فریاد
تو وہ بھی چونک اوٹھی کہکی الامان فریاد

بہانہ قتل کا وہ ڈھونڈھتی ہین آج دل
یہی تو وقت ہی کر شوق سی بیان فریاد

یہ کسکا غم ہی الٰہی کہ بعد مرگ کی بھی
لحد مین کرتی ہین سب میری استخوان فریاد

خدا کی سامنی وہ بی زبان کہیگا کیا
نہ کی ہو جسنی کسی سی بھی میری جان فریاد

وہین پلٹ گئی دل کی طرف یہ شک دیکھتے تو
کبھی جو آگئی فرقتمین تا زبان فریاد

نہ شہرہ سنگدلی کا تمہاری سنتی ہم
نکرتی شام و سحر بہرِ آسمان فریاد

ہم آپ رولین کہ ہم بیکسونکی ماتم مین
نکر سکیگا کبھی ایسی نوحہ خوان فریاد

مزہ ستم کا چکھاتا اوسی مگر افسوس
نہ پہنچی ہای کبھی تا بہ آسمان فریاد

یہ کون باغ مین رویا کہ جسکی رونیسی
ہزار روتی ہی کرتاہی باغبان فریاد

شبِ وصالِ عدو اس لیی ہی نالہ و آہ
کہ تا نہ سوی مری سن کی پاسبان فریاد

لحاظِ عشقِ نہانی تھا بزم مین ورنہ
نکل ہی جاتی مری منہ سی ناگہان فریاد

چلی تو ہو سوی بزمِ صنم مگر نواب
غضب ہی ہوگا جو کر بیٹھی تم وہان فریاد

۳۲

رہی گی دل مین مری حسرتِ نہان فریاد
کہان رقیبِ سیہ رو کا منہ کہان فریاد

نہ تو ہی بس مین نہ تقدیر ہی نہ اپنا دل
بتا تو کیون نکرین تیری نیمجان فریاد

عدو کی نالی ھزارون سنا کیی لیکن
بگڑ گئی وہ ذرا مینی کی جہان فریاد

نہ منع کر مجھی رونیسی گھڑی گھڑی ناصح
کہ دل بہلنی کو ہی خوب داستان فریاد

نہ پہنچی گی مری میرا شکِ دشمن کو — کہ ہو گی مجھسی بہت پہلی بی نشانِ فریاد
سناہی عرش لرز تا تھا کل کی رونی پر — کرونگا آج مین پھر بھی امتحانِ فریاد
حضورِ داورِ محشر تو چپ نہوای دل — کہان کریگا نہ کی تو نی گر یہان فریاد
تمام عمر مین رویا کرون مثالِ سحاب — جو ایک لمحہ بھی سن لی وہ بدگمانِ فریاد
خدا کی سامنی روزِ جزا مین جب جانون — کہ یو ہین بگڑو اگر مین کرون وہان فریاد
خبر زمین کی کیا لی نکل کی سینی سی — کہ ناز کرتی چلی سوی آسمان فریاد

مآل اسکا بہت ہی برا ہی ای نواب
نہین ہی عشق مین اچھی یہ ہر زمان فریاد

کوئی نہو گی اور اوسی آرزو پسند — ۴۳ — ای خواہشِ وصال جسی ہو گی تو پسند

لیتی تھی سبکی سب دمِ تلقین ترا ہی نام
تھی قبر مین بھی مجکو یہی گفتگو پسند

حورونسی بھی لڑا ہی کئی جنّتون مین ہم
دنیا مین تھا جو ایک بتِ جنگجو پسند

رکھونگا دل مین شک کو مین اب جا کسطرح
اسواسطی کہ تجکو ہی عشقِ عدو پسند

لاکھون گلی ہین کٹنی کو لیکن خوش نصیب
وہ تیغِ ناز کرتی ہی میرا گلو پسند

واعظ فقط دکھانی کو ہی یہ صلوٰۃ و صوم
جی سی تو ہونگی تجکو بھی جام و سبو پسند

میری طرح جو خاک اُڑاتی ہی کو بکو
شاید صبا کو بھی ہی تری جستجو پسند

سونگھی وہ کیا فراق مین پھولونکی پتیان
جسکو شبِ وصال ہو چوٹی کی بو پسند

ان اچھی صورتون سی وہ صدمی اُٹھائی ہین
آتی نہین ہین خلد مین بھی خوبرو پسند

ذکرِ فراقِ یار سی بدکوئی شی نہین
ناصح کو کسطرح ہوئی یہ گفتگو پسند

لڑتی رہینگی دل ہی سی اپنی ہم ایک عمر
کرتا ہی گر لڑائی کو وہ جنگجو پسند

دامن کی اپنی جسنی اوڑائی ہون دہجیان
کسطرح اوسکو جیب مین ہوگا رفو پسند

افسوس کیون نہ آئی قیامت اوسی گھڑی
جسوقت ہوگیا تہا مری دل کو تو پسند

نواب اب تو زہد ریائی سی باز آ
کبتک رہیگا درس صلوٰۃ و وضو پسند

ردیف دال ہندی

کیونکر ہماری زخم کہن پر بندہا کہنڈ
ناسور پر تو بندہتی سنا ہی نہ تہا کہنڈ

توڑینگی ناخنون کو تری عہد کی طرح
زخمون پر ابکی بار اگر آگیا کہنڈ

کیون مجہسی چہینتی ہو نمکدان کو دوستو
ہوگا کبہی تو داغ جگر سی جدا کہنڈ

غیر نسی ہاتھا پائی ہوئی ہی ضرور آج | چھری پر آشکار جو ہین جابجا کہنڈ

نواب دین فلک نی مجھی جبر سو حیتین
اوترا جو ایک دم کو کبھی زخم کا کھنڈ

ردیف ذال معجمہ

سوزِ دل سی جو لکھون جانبِ دلبر کاغذ | ٥٤ کیا عجب جلنی لگی صورتِ اخگر کاغذ
کسی کافر کی نہ لکھنی کا یہ فریادی ہے | خاک اوڑاتا ہوا پھرتا ہی جو گھر گھر کاغذ
وصف اوس شوخ کی بالونکا جو تحریر کرون | صفتِ زلفِ معنبر ہو معطر کاغذ
جب مرا قصہ جانسوز قلم نی لکھا | ہو گیا داغ مری طرح سراسر کاغذ
لکھدیا بالِ کبوتر ہی پر احوال اپنا | نہوا جب مجھی غربت مین میسر کاغذ

لی اوڑاہی تری کوچی کی ہوا کا جھونکا — یونہین اوڑتا رہیگا تا دمِ محشر کاغذ

بت پرستی کی بہت دلمین بھری ہین مضمون — میری خط کی لیی لازم ہی مصوّر کاغذ

جب سنا اسمین لکھا ہی دلِ پرسوز کا حال — اوسنی بھی پھینک دیا ہاتھ سی ڈر کر کاغذ

جانکر ایک کو خط غیر کا پڑھ لی شاید — رکھ دیی سینی لفافی مین مکرر کاغذ

میری خامی کو الہی وہ عطا ہو تاثیر — کہ رہِ شوق مین بنجای کبوتر کاغذ

نہ سمائی کبھی مضمونِ فراق ای نواب
ہو جو دامانِ قیامت سی بھی بڑھکر کاغذ

ردیف رای مہملہ

آپ سی باہر نہونا اوسکی محفل دیکھکر — اپنا بیگانہ ذرا ای حسرتِ دل دیکھکر

ہو نہ تکلیف اوسکی دستِ نازنین کو اسلیی
مرگئی پہلی ہی ہمتو روی قاتل دیکھکر

اوسکو دعویٰ ہوگیا لیلیٰ سی بھی بہتر حسن کا
جوشِ وحشت مین مجھی مجنون بھی قائل دیکھکر

ہاتہ ہوتی دلکی تو دل بھی لپٹ جاتا وہین
میری بانہین تیری گردن مین حمائل دیکھکر

انتظارِ نامہ بر مین ایک مدت ہوگئی
روز پھر آتا ہون مین دو چار منزل دیکھکر

منفعل ہون مین ہی ذکرِ وصلِ دشمن پر کہ تم
خوش بہت ہوتی ہو دلسی مجکو قائل دیکھکر

حسرتون سی اپنا مرنا پھر مجھی یاد آگیا
غیر کی بزمِ عزا مین تجکو شامل دیکھکر

نعش پر تکبیر کی جا مرحبا کہنی لگی
ایسی بیخود ہوگئی سب رقصِ بسمل دیکھکر

ایک بوسی مین ہوگا کوئی بھی نقصانِ حسن
منہ چھپاتی ہو عبث تم روی سائل دیکھکر

بیخودیکا ہو برا محروم رکھا وصل سی

پھر گئی وہ مجکو ای نواب غافل دیکہکر

بیٹھی ہین عدو آج مقرر تری در پر ۴۷ جولا کہون بلاؤن گاہی مجمع گہی پر

ہوتی نہین مقبول جبھی دل کی دعا بھی
نازل ہوئی ہی کوئی مصیبت تو اثر پر

تو وصل مین بگڑیگا تو کیا ہوگا کہ مینی
فریاد تو رکہی ہی تری عزم سحر پر

قاصد جو نہ آیا تو کرین کیا وہ الہی
جو زندہ ہین اب تک فقط امید خبر پر

گہر جانی پر آمادہ تو خود جی ہی تمہارا
الزام عبث رکہتی ہو تم مرغ سحر پر

جب حال شب ہجر سنایا تو وہ بولی
مرتی ہین غرض آپ بھی اک شاک قمر پر

کیون ترچہی نظر کرتی ہو اتنا تو سمجہ لو
کٹتی ہین گلی سیکڑون اک سیدہی نظر پر

کس طرح اوٹہین اوس سی غم ہجر کی صدمی
آجای پسینا جسی پیغام سفر پر

بگڑی ہو عبث نام سی تم بوسۂ رخ کی
الزام نزاکت کا اگر ہی تو کمر پر

کیا ہوگا الٰہی جو یہی شام جدائی
آئی گی کبھی اور کسی فرد بشر پر

تابان ہی خط لوح جبین مانگ مین تیری
پھبتی نئی سوجھی ہی مجھی سلک گہر پر

رو رو کی مری آنکھ تو ناسور ہو صد حیف
دامن بھی نہ رکھی کبھی تو دیدۂ تر پر

کیونکر دم نظارہ مین سر پیٹون کہ ٹوٹی
صدمی سی مری ہاتھ تو دونون ہین جگر پر

۴۸

پہلی جو ہنستی تھی مجکو غمگین اشکتر دیکھکر
روتی ہین اب وہ بھی میری دیدۂ تر دیکھکر

تیری جلوی نی ازل مین ہای ہی بیخود کردیا
ورنہ مین لیتا وہان اپنا مقدر دیکھکر

جسنی ساری عمر مانگی میری مرنیکی دعا
روچکا وہ میری لاشی کو مقرر دیکھکر

بلبلین آئین چمن سی چہپانی کی لیی
مرقدِ عشاق پر پہولون کی چادر دیکہکر

اچہی صورت دیکہتی ہین دیکہکر سب ماہِ نو
تمکو دیکہینگی ہم ابکی اپنی اختر دیکہکر

کیا ضرورت کج ادائی کی ہی اوسکی واسطی
جو سمجہ جاتا ہو سب کچہ تیری تیور دیکہکر

جوہر اپنی بہت تہی ناز اوسکو بہی مگر
ہوگیا مضطر تجہی حسنِ رخِ ستمگر دیکہکر

گر یہی ہین چتونین تیری تو صورت آفرین
کیا کہیگا تجکو ظالم روزِ محشر دیکہکر

تا نہون وہ بدگمان اسواسطی اغیار سی
پوچہتی ہین روز مجکو اپنی در پر دیکہکر

داورِ محشر کو بہی حیرت ہوی روزِ جزا
تیری شکوون کا مری ہاتہون مین دفتر دیکہکر

یہ جو خوش خوش پہرتی ہین یہ تو وہی نواب ہین
جنکو آئی تہی ابہی ہم زیرِ خنجر دیکہکر

لی ران مین چٹکی تو بھری سسکی اچھل کر | جب ہنس پڑی ہم رہگئی وہ تیوری بدل کر

نواب فسونگر ہین یہ مل انسی سنبھل کر | آنکھونسی بگڑ جای تو کاجل سی نہ مل کر

سینی سی وہ لپٹا جو شبِ وصل بتِ یار | جائینگی کہان دل سی سب ارمان نکل کر

وہ چیز نہین دل کہ مین دو بات مین دیدون | مانگو تو ذرا ناز سی پہلو مین مچل کر

آگاہ نہین عشق سی پر جانتی ہین یہ | پہلو سی لیی جاتا ہی دل کوئی مسل کر

غیرونکی سبب سی نہ ہمین آپ اوٹھائین | ہم آپ چلی جائینگی اس بزم سی ٹل کر

وہ سمجھی کہ اوٹھتا نہین ہی بارِ محبت | دوہری ہوئی گردن جو مری نزع مین ڈھل کر

نازک ہی بہت سینی مین میری دلِ غمگین | گر ناز بھی کرنا تو مری جان سنبھل کر

اتنا بھی بہت ہی کہ عیادت کو ہماری | دو چار قدم راہ مین وہ رہگئی چل کر

وصلت مین بنائینگی وہ چال اپنا کہ تم آپ
گھر جانیکا پھر نام بھی لوگی نہ بہل کر

اوس فتنۂ عالم کی ذرا چھیڑ تو دیکھو
پوشاک مین بھی فتنی کا عطر آیا ہی مل کر

گر شمع کو پروانی کی جلنی کا نہین غم
کیون موم ہوئی جاتی ہی وقت پگہل کر

نقشہ ہی یہی گرمی رو بیکا تو اکدن
سب خون نکلجای گا آنکھونسی اوبل کر

کہائی ہی قسم غصی مین باتو نکی تو ہم بھی
چہیڑین اوسی اس ڈہب سے کہ بول اوٹھی وہ جل کر

دل دو نیا مانگو نہین کچہ یہ بری بات
دونگا مین اسی دلکو نہین پھیر بدل کر

ساقی ترا احسان مین جب مانون کہ وہ شوخ
بیہوش مری گود مین گر جای پہسل کر

موتی تری بندونکی نہین زلفون مین تابان
لہراتی ہین دو کالی یہ من اپنی اوگل کر

دشنام نہ دینگی کبھی وہ شرم سی گر

نواب ذرا بزم مین کل تو ہی ٹہل کر

بیٹہو سرِ مزار جو تم سبکو چہوڑ کر ٥٠ تو جان ہم نثار کرین سر کو پہوڑ کر

کم ہو گئی جو ابکی کہٹک زخم کی تو ہم نشتر کی نوک رکہینگی سینی مین توڑ کر

خون اپنا ہی جو غیر کی سر پر تو شلِ دل یہ بھی تم اوس سی چہین لو گردن مروڑ کر

دل مین جو حسرتین ہین وہ انکو لالین خوش کر ہی لینگی آپ کو پہر ہاتہ جوڑ کر

دیتا ہی جل رقیب تجہی روز لاکہ بار تو بھی تو کوئی اوس سی کبہی جوڑ توڑ کر

کہتا ہی تم بناؤ نہ بگڑونگا مین کبہی محفل مین ہنس رہی ہو عبث منہ کو موڑ کر

کہ اسقدر ہی اسمین جو ای محتسب تجہی کیا خلد تو بنائیگا شیشون کو توڑ کر

نوحون سی باز آ نہ رو اصبر کر نہ ہم

نواب ابہی تو آی ہین دامن نچوڑ کر

لیا ہی چشمِ تر نی خونِ عالم اپنی گردن پر
ذرا تم بہی تو رو دو حسرتون سی میری شیون پر اه

چمک یہ موتیون کی دیکہی اوس گوری کلائی مین
کہ پروین کا ہوا دہوکا مجہی اوس سیمبر کی گردن پر

تمنا ہی مگر تمکو تماشای قیامت کی
کہ آی نارسی ٹہوکر لگانی میری مدفن پر

قیامت مین بہلا وہ خاک مانگی خونبہا مجہسی
دمِ بسمل پڑا ہو خون جسکا تیری دامن پر

نہین جاتا ہی بزمِ عیش مین بہی اسطرح کوئی
کہ جیسی بہرِ ماتم آی ہو تم میری مدفن پر

گواہی کون دیتا حشر مین میری شہادت کی
نہ رہتا کوئی قطرہ خون کا گر تیری دامن پر

نہ رشک اتنا کرو نواب تم میرا کہا مانو
کہین ناز اوس صنم کو ہو نہ جای عشقِ دشمن پر

۵۲

غیر کو وصل کی باتون سی ستائین کیونکر
وہ تو کہنی مین نہین بات بنائین کیونکر

تم ذرا پہلی بلائین تو مجہی لینی دو
پہر مین کہہ دونگا کہ آتی ہین بلائین کیونکر

بیخودی مین نہ ہلا شانہ نکر فکر طبیب
وہ تو آئی نہین ہم آپ مین آئین کیونکر

تیرا ثانی تو نہین جو تجہی دیتا تعلیم
آگئین تجکو پہر اسدرجہ ادائین کیونکر

ہی ادہر وصل مین حیرت تو ادہر ہی تمکین
حال دل اپنا اوسی ہای سنائین کیونکر

کچہ بہی امید جو ہوتی تو نہوتی پروا
یاس مین موت سی ہم جان لڑائین کیونکر

واعظ اتنا تو بتا دی کہ بہلا حورون کو
یاد کیونکر کرین اور اوسکو بہلائین کیونکر

دیکہ کو کیا ہوا جاتا ہی ابہی دم بہر مین
تم ذرا پوچہو تو کرتی ہین وفائین کیونکر

ضعف سی اپنی ہی تک نہین آتی ہین آہین
جائینگی کان تک اوسکی یہ صدائین کیونکر

نہ برہمن ہین نہ رُہبانِ کلیسا ہم ہین — ہر گھڑی سینی سی اوس بت کو لگائین کیونکر

اپنا تو کام ہوا وہ بھی کہتی ہین ابھی — کہ سہا کرتی ہین عشاق جفائین کیونکر

کچھ ملک تو نہین ناصح بھی بشر ہی تو آب

پھر بھلا نام صنم اوسکو بتائین کیونکر

ردیفِ رای ثقیلہ

چارہ گر بہر خدا بسملِ جانان کو نہ چھیڑ — زخم کو چھیڑ مگر یار کی پیکان کو نہ چھیڑ

اوسکی نالون سی نہ آجای قیامت صیاد — موسمِ گل مین کبھی بلبلِ بستان کو نہ چھیڑ

وہ تو عاشق نہین پھر چھیڑنی سی حاصل کیا — سبکو تو چھیڑ مگر اپنی نگہبان کو نہ چھیڑ

چھیڑ اوس شوخ کو ناصح تو در لطف بہی ہو — مفت مین اس دلِ ناکردہ پشیمان کو نہ چھیڑ

اور جو چاہی وہ کہ کچھ نہین مطلب ہمسکو
پر برُا کھلی کسی گبر و مسلمان کو نچھیڑ

روزِ فرقت ہی ستانی کو مری کافی ہی
ای شبِ ہجر تو اس کشتۂ ہجران کو نچھیڑ

یاد ہی وصل مین نواب وہ اوسکا کہنا
ہٹ چل جی دور مری کاکلِ پیچان کو نچھیڑ

ردیفِ زای معجمہ

روز اول ہی نہین وصل کا اقرار ہنوز
وہی حیلی ہین وہی اوسکو ہی انکار ہنوز

الامان ظلمتِ مرقد سی کہ یا رب ہمینی
ہجر کی بھی نہین دیکھی ہی شبِ تار ہنوز

تنِ بی سر ہین یہان لاکھون درِ قاتل پہ
نہین آیا وہ کبھی تا سرِ دیوار ہنوز

ایسی عبرت ہوئی قاتل کو مری قتل کی بعد
کہ ندامت سی نہین باندھی ہی تلوار ہنوز

آئی وہ مجلس ماتم مین خوشی کی چاہی
پیٹتی روتی ہین کیون سب مری غمخوار ہنوز

فصل گل آئی کھلی پھول مگر دل کو مری
چین لینی نہین دیتی خلش خار ہنوز

غیر سی ملنی کی اوس شوخ نی کھائی تو قسم
غم کی ظاہر ہین مگر چہرہ سی آثار ہنوز

حسن کی دیکھنی سی لاکھون بلا دیکھین ہین
دل کو اسپر بھی تو ہی حسرت دیدار ہنوز

حشر مین سیکڑون الجھی ہوی جھگڑی سلجھی
دل مرا ہی تری زلفون مین گرفتار ہنوز

صبر و طاقت تو گئی دلسی یہ باعث کیا ہی
نہین جاتا ہی تری عشق کا آزار ہنوز

نہ کہین سبزی کی آثار نہ بوسونکی نشان
صاف ہین نام خدا چاند سی رخسار ہنوز

شکوۂ ہجر کا کیا ذکر لبون تک میری
وصل کی شب کی بھی آئی نہین اسرار ہنوز

مٹ گئی شرم ملی بوسی اوٹھی منہ سی نقاب
صرف اک وصل کی آپسمین ہی تکرار ہنوز

داغِ الفت کی عوض روضۂ رضوان پایا
اشک افشان ہین مگر دیدۂ خونبار ہنوز

مرگِ عالم کا بہلا ہوا سی صدمہ کیونکر
جسنی مرتی نہین دیکہا کبہی بیمار ہنوز

کر چکی تیغِ ادا قتل دو عالم کو مگر
ہای ری وہم کہ کرتی ہین وہ اصرار ہنوز

حشر بھی ہو تو نہ آئیگا وہ باہر نواب
تو عبث راہ مین بیٹھا ہی مری یار ہنوز

۵۵

دیکہ لیتا ہون تری زلف چلیپا ہر روز
رہتی ہی میری نظر مین شبِ یلدا ہر روز

نام بھی اب نہین آتا کبہی اونکی لب تک
پہلی منہ دیکہتی تھی صبح کو میرا ہر روز

دل نی پایا ہی دعا مانگ کر اوسکا پیکان
چارہ گر تجکو ہی کیون فکرِ مداوا ہر روز

تو تو مدت سی مری جان کا خود ہی دشمن
تجکو بھڑکاتی ہین ناحق مری اعدا ہر روز

سخت جانی ہی سنی نزع مین اپنی ورنہ	قتل کو ہوتا ہی اونکا تو اشارہ ہر روز
تیری بیمار کو جب بھی نہ شفا ہو ہرگز	دیکھین سو بار اگر حضرتِ عیسی ہر روز
اُٹھ کر خلد سی واعظ نہین کچھ بحث اوسکو	جسکی ہاتھون مین ہین ساغر و مینا ہر روز
طور پر موسیِ عمران نی جو کچھ دیکھا تھا	دیکھتا ہون تیری رخ مین وہی جلوا ہر روز

تیری چاہت کو مین کسطرح چھپاؤن لوگون
ساری دنیا مین اب اسکا تو ہی چرچا ہر روز

ردیفِ سین مہملہ

٥٧

آنکلی جیتی جی نہ کبھی تیری در کی پاس	ہم کیا ہماری روح نہ پھٹکی گی گھر کی پاس
ہیکل لٹک کی آئی ہی اوسکی کمر کی پاس	یا خطِ کہکشان ہی شعاعِ قمر کی پاس

تسکین ہوگی روح کو آوازِ ہی سی کچھ
مرقد مرا سنے تو درِ نوحہ گر کی پاس

پایا یہ لطف دردِ جگر مین کہ ہی دعا
آجای دل بھی کھنچ کی آہِ جگر کی پاس

سب کچھ تو ہی وہان مگر اس عشق کی دوا
ناصح نہوگی کوئی قضا و قدر کی پاس

سو بار عذر کرنیکو جاتی ہو غیر سی
اکبار آنکلتی ہو گر میری گھر کی پاس

نازل ہوا ہی جیسی یہان آج بد ہٹیک
جانا نہ واعظ اور کسی بخیہ گر کی پاس

دو اک قدم بھی چل نسکیگا وہ حشر تک
مکتوبِ شوق گر ہی بھی نامہ بر کی پاس

تیری ستم کا کوئی مداوا کری دریغ
ہرگز نہ جاؤنگا مین کبھی چارہ گر کی پاس

وصلِ صنم کا غیر سی وعدہ ہوا ہی آج
بیٹھونگا جاکی شام سی مرغِ سحر کی پاس

رہ آکی میری آہون مین تیری قدر ہو
لیجای کوئی کاش یہ پیغام اثر کی پاس

اللہ ری سوزِ دل کہ وہین موم ہوگیا
جب لگ گیا مین ہاتہ ذرا نیشتر کی پاس

پہلی تو تہا نظارۂ جانان ہی مدّ راتن
جز اشک اب تو کچہ بھی نہین چشمِ تر کی پاس

نواب سی تو ہم نہین آگاہ ہین مگر
کوئی تڑپ رہا ہی تری رہگذر کی پاس

ردیف شین معجمہ

کوئی عالم مین نہو گا کہین ہمسا بیہوش
۵۷ کہ گئی حشر مین سب ہم رہی تنہا بیہوش

خط کی جلوی سی عجب رنگ کا ہی حسن ملیح
کہ اگر دیکہین تو ہون خضر و مسیحا بیہوش

نشئی مین دہکی مجکو وہ بگڑ کر بولی
ہٹ خبردار مری پاس نہ آنا بیہوش

بدگمانی اسی کہتی ہین کہ کل محفل مین
غش بھی آیا مجہی پر او سنی نجانا بیہوش

سحر آئی وہ گئی مجھکو خبر کچھ نہوئی / لذتِ عیش سی تھا وصل مین ایسا بیہوش

حالِ عاشق سی تو واقف نہین پر سمجھا ہی / تیری کوچی مین ابھی کوئی پڑا تھا بیہوش

ایسی ہشیار کو مے دینی سی حاصل ساقی / وہ کبھی لاکھ برس تک بھی نہوگا بیہوش

بدگمانی نی مری مجکو ستایا ہی بہت / ہوش اوڑی میری کہین جب اوسی دیکھا بیہوش

بیحجابی مین یہان عیب نہین کوئی مگر / بزمِ اغیار مین اس طرح نہونا بیہوش

شاید آجای اوسی رحم سنگھائی زلفین
خود ہی نواب تو اوس بزم مین ہو جا بیہوش

ردیف صاد مہملہ

۵۸ ایسی بگڑی کہ نہین یاد ہمارا اخلاص / آن کی آن مین جاتا رہا سارا اخلاص

غیر کو چاہو تو دشمن ہو مری شوق سی تم | ہی یہ منظور نہیں پر وہ گوارا اخلاص
یاد آتا ہی تو خاموش پڑا رہتا ہون | چھیڑنا باتون مین اپنا وہ تمہارا اخلاص
ہای وہ وصل مین اوس شوخ کی پیاری باتین | کبھی در پردہ ادائین کبھی پیارا اخلاص
کل قسم کھائی تھی اور آج ہی غیرونسی ملی | پھر نکرنا کبھی تم مجھسے دوبارا اخلاص
چاہ اغیار کی اب جیسی پسند آتی ہی | اس سی بڑھکر کبھی پیارا تھا ہمارا اخلاص

وصل مین مینی جو چھیڑا تو وہ بولی نواب
کبھی تہ کر کی بس اپنا یہ خدارا اخلاص

ردیفِ ضادِ معجمہ

لطف سی کام نہ بی لطفیِ دربان سی غرض | ۵۹ | جان ہی جای تو پھر کیا درِ جانان سی غرض

بیخودی لیگئی ہی کہینچ کی اوس عالم مین
کہ نہ کچہ دردسی ہی بحث نہ درمان سی غرض

خواہشین میری نہ پوچہو کہ تمہین جب مجہسی
کوئی مطلب نہین تو کیا مری ارمانسی غرض

ضعف سی ہاتہ نہ ہلتی جو کبہی وحشت مین
تو نہوتی مجہی کچہ اپنی گریبان سی غرض

پوچہ دلسی کہ وہ کیون زلف مین جاکر اولجہا
کوئی تو ہوگی اوسی کاکلِ پیچان سی غرض

بی نیازی تری صدقی کہ غمِ فرقت مین
نرہی کوئی مجہی حسرتِ جانانسی غرض

لذتِ زخم کہان جب نہو زخمون مین کہٹک
دل کو اسواسطی ہی ناوکِ مژگان سی غرض

جنکو بت کہتی ہین وہ ہوتی ہین ان دونون مین
ہو نہ کسطرح مجہی گبر و مسلمان سی غرض

کافر اسوقت مین سب کہتی ہین مجکو کہ تمہین
کہ تو دو بہ خدا اپنی ہی ایمان سی غرض

زخم پر رشتۂ گیسو کی چہڑکنا تم مشک
کہ نہین اوسکو دمِ نزع نمکدان سی غرض

دائما وصل کی ٹھہری تو یہ غم ہی نواب
کہ کسی ہو گی اب اوسکی شب ہجر انسی غرض

ردیف طاء مہملہ

60 غیر ونسی اب ہی آٹھ پہر پیار یہ اختلاط — درگذری ہم نہین ہمین درکار اختلاط
کیا لطف ہو گا وصل مین اوس نازنین کی ہای — ہی جسکی ہجر مین ہر اک آزار اختلاط
دیوانی بن کی تیری تصور مین رات دن — پریون سی کہتی ہین تری غمخوار اختلاط
ارمان دل مین لاکھون ہین لیکن کیا کرون — نازک مزاج یار ہی دشوار اختلاط
احباب سی تو گھر مین بھی اونکو حجاب ہے — اعدا سی ہوتی ہین سر بازار اختلاط
پہلی نشاط عمر سمجھتی تھے ہم مگر — رشک عدو سی اب تو ہی آزار اختلاط

کھنچنی مین یہ مزہ ہی کہ کس کس منہ سی آج
ہی ہنسی بار بار جا سر از اختلاط

دم ہی لبون پر اب نہ لپیٹی کہ نزع مین
بی سود التفات ہی بیکار اختلاط

باز آؤ دشمنون سی نہین ابکی بزم مین
ہم بھی کرینگی غیر سی ناچار اختلاط

طنزاً کہا کہ غیر سی ملیی تو بول اوٹھی
ایسون سی کرتی ہی مری پیزار اختلاط

برسون گذر گئی نہین ہوتی ہی بات بھی
تھا پہلی ایک آن مین سو بار اختلاط

کیا ہو مجھی نباہ تو نواب وصل مین
اوس شوخ سی جو ہونی لگی پیار اختلاط

ردیف ظاء معجمہ

کعبی جانی سی فائدہ واعظ ۱۱ ہو نہ جائینگی ہم خدا واعظ

پند کو سنکی کیا کرو نکا مین — میری مطلب کی کچہ سنا واعظ

کیسی جنت کہانکی حور و شراب — فقر ہی یہ اور کو بتا واعظ

اس بلا کا کہین ٹہکانا ہی — تو ہمارا ہو رہنما واعظ

وعظ کہنی کو گہر سی نکلا تہا — مجکو دیکہا تو پہر گیا واعظ

تو بہی گر یار کی کمر دیکہی — نہ ملی پہر ترا پتا واعظ

اوسکی کہنی کو کسطرح مانون — نہ پیمبر نہ ہی خدا واعظ

بگڑی ہین ذکر حور وہ سنکر — ہای یہ تونی کیا کیا واعظ

کوئی تدبیر جب نکل نسکی — منع اعدا کو مین بنا واعظ

اپنی نالی کی بہی ہی کیا تاثیر — کہینچی جب آہ رو دیا واعظ

نام تیرا لیا نہو ورنہ
کیا کہا مینی جو ہنسا واعظ

ضد سی دونی شراب پی مینی
وعظ سی تیری یہ ہوا واعظ

شیشہ و جام دیکھکر نواب
رشک سی کیون نہ مر گیا واعظ

ردیفِ عین مہملہ

٦٢
جس شوخ سی ہو سکی عداوت کی توقع
کیونکر ہو کبھی اوس سی محبت کی توقع

بیماریِ عاشق کا سبب کوئی نہین اور
اوسکو ہی فقط تیری عیادت کی توقع

افسوس وہ دیکھی غمِ ہجر انکی مصیبت
جس دل مین بھری ہو تری وصلت کی توقع

وہ صدمی اوٹھائی ہین کہ اب روزِ جزا بھی
دل مین نہ رہی کوئی اذیت کی توقع

الفت مین کسی شوخ ستمگار کی مجکو
آفت کی ہی امید قیامت کی توقع

پھر جائینگی دن رحمت حق ہی سی وگرنہ
طالع سی تو ہی اپنی مصیبت کی توقع

حیرت ہی مجھی ہو گئی زاہد تجھی کیونکر
واعظ کی فقط کہنی سی جنت کی توقع

نومید ہون ای چرخ تری جور سی مین کیا
خصلت سی تری ٹوٹی ہی خلقت کی توقع

اب بات بھی کرنیکو نہین چاہتا ہی دل
پہلی تھی بہت حرف و حکایت کی توقع

اوس دن کو نرکھی مجھی خالق کہ مین کہون
کہنی سی عدو کی شب وصلت کی توقع

مایوس ہون مین اپنی گناہونسی تو نواب
پر ذات سی خالق کی ہی رحمت کی توقع

ردیف غین معجمہ

بعد مرنیکی ملی خاک اوسکی مدفن کا سراغ
جیتی جی ہرگز نپایا جسکی مسکن کا سراغ

کبتک ای بلبل چھپی گی باغ مین صیاد سی
مل ہی جائیگا کبھی تیری نشیمن کا سراغ

چوکڑی بھولی ہین وحشت سی غزالانِ حرم
گم ہوا ہی جب سی میری ناوک افگن کا سراغ

تیری عارض گر نہوتی شعلہ افروزِ جہان
حشر تک موسی نپاتی دشتِ ایمن کا سراغ

سنتی ہین اوسکی کمر کی عشق مین ہی بی نشان
ہای اب ہاتہ آی کیونکر ہمکو دشمن کا سراغ

لی اوڑی بادِ بہاری اسقدر میری حواس
رہ کی گلشن مین نپایا مینی گلشن کا سراغ

وصل کی شب تو تہی خواب اب مین حیران ہون
رات کو ملتا نتہا کیون تیری شمع ایوان کا سراغ

ردیفِ فا

کون لیگا وہان ایوای بسمل کیطرف	حشر مین ہوجائینگی سب لوگ قاتل کیطرف
یاد ہی مجکو شب وصل انتظار صبح مین	دیکھنا ہر دم وہ تیرا ماہِ کامل کی طرف
آمد آمد نامہ بر کی گر سنونگا بعدِ مرگ	منہ مرا تربت مین پھر جائیگا قاتل کیطرف
ای فلک اوس بیوفا کو مہربان کر دیکھیو	جاتی ہین کس شوق سی ہم اوسکی محفل کیطرف
ہوچکا عالم شہیدِ خنجرِ ناز اور مین	دیکھتا ہی رہگیا اندازِ قاتل کی طرف
وہ مزہ پایا اسیری مین کہ بعدِ مرگ بہی	روح محشر تک رہی مائل سلاسل کی طرف
کیون چڑاتی ہو مرا منہ دیکھو وہ نکلا ہی چاند	پھر کی بیٹھو اک ذرا مد مقابل کی طرف
ہوگیا اندھیر عالم وقتِ آخر ورنہ مین	دیکھتا کن حسرتون سی وہی قاتل کی طرف
کوہکن کیطرح سر بہی پھوڑنا ہوگا ضرور	لیچلا ہی دل جو اوس شیرین شمائل کی طرف

خلد کو بھی دیکھ لینگی واعظو پرتو ہم — صومعی سی جاتی ہین اوس بت کی محفل کیطرف

بوسہ ہاتہ آئیگا اونسی کیا کسی محتاج کو — ہان مگر الزام عاید ہوگا سائل کی طرف

اوٹہ گیا دنیا سی مجنون تو بلا سی اوٹہ گیا — کہدو لیلی سی کہ جائی اپنی محمل کی طرف

نزع مین ہون اب اوٹہار کہو نگاہین یار کی — ڈوبتی کشتی نہین کہنچتی ہی ساحل کی طرف

دونون عالم کی خبر غش مین نتہی نواب کو
ہاتہ اوٹہ جاتا تہا پر بیساختہ دل کیطرف

ردیف قاف

٦٥

تحریر کی مشتاق نہ تقریر کی مشتاق — ہین ہم تو فقط آپ کی تصویر کی مشتاق

عشاق ہین یون زلف گرہگیر کی مشتاق — دیوانی ہون جیسی سر زنجیر کی مشتاق

مشتاق ہین ہم تیری خطِ شوق کی جتنی
اوتنی نہین ہین کاتبِ تقدیر کی مشتاق

گرہی ہی لذت تیری غصی مین تو ظالم
کیا کچہ نکرینگی تری تعزیر کی مشتاق

تا دعویِ الفت نکری کوئی کسی سی
عاشق ہین تری اسلیی تشہیر کی مشتاق

غیرونکو مبارک ہو رہائی کہ یہان ہم
بیٹھی ہین ازل سی کسی زنجیر کی مشتاق

ہین ایک ہی حربی مین وہان سیکڑون غمزی
دل اور جگر دو ہین یہان تیر کی مشتاق

کیا جانیی کیا لطف ہی تعزیر مین تیری
اعدا بہی ہین جسکی لیی تقصیر کی مشتاق

نومید ہون اس درجہ مین تقدیر سی اپنی
نالی بہی مری اب نہین تاثیر کی مشتاق

بہزاد مرقع کو تری لیکی کرین کیا
ہمتو ہین کسی نور کی تصویر کی مشتاق

نادان نہین ہمسی زمانی مین زیادہ
عاشق بہی ہوی اور ہین توقیر کی مشتاق

جو داغِ نہانی ہین وہ جب تو ہی نہ دیکھی — دکھلای کسی سینہ و دل چیر کی مشتاق

کھینچ آہ جلی دل سی کہ نواب فلک پر
قدسی ہین ترے نالہ شبگیر کی مشتاق

ردیف کاف عربی

ہلتی نہین وقت نزع تک لب — کبتک یہ ہجوم یاس کب تک
ہونگی کسی اور سی وفائین — ہمپر تو وہی ستم ہین اب تک
احسان ہی طول روزِ غم کا — دیکھی نہین مینی غم کی شب تک
تم غیر کی گھر سی آو گی یہ — ہم رشک سی مر مٹین گی جب تک
چپ ہو گئی صاف منہ بنا کر — مطلب کی جو بات آئی لب تک

دل صاف ہوا خطا سی اپنی
شکوہ رہا رنج بی سبب تک

انداز ہمیشہ تجہ مین ہین یہ
ہی بگڑی ادا دمِ غضب تک

دیکہی نہین ایسی گیسو و رخ
شہرہ ہی یہ چین سی حلب تک

گر ہی یہی روزِ ہجر تو ہم
جیتی نہ بچین گی آج شب تک

ہو گی یہی دل کو بیقراری
امید ہی سو طرح کی جب تک

کیا کام عدو کا تیری گہر مین
جب پہنچی نہ مجہسا با ادب تک

غیرونکو بہی اوسکا غم ہی نواب
خالی نہین یہ شک سی تعجب تک

ردیفِ کافِ فارسی

یون بھڑک اوٹھی ہی سوزِ دل سی تن مین آگ ٦٧ ناگہان لگجاتی ہی جیسی کسی خرمن مین آگ

آہِ سوزان سنی کھینچی ہی دلِ پر سوز سی ر لالۂ احمر سی دہکی ہی ہر گلشن مین آگ

دل ادہر سینی مین جلتا ہی اودہر ہین اشک وای قسمت شعلہ زن ہی مینہ کی ساون مین آگ

رشک کا احسان و صلتمین کہ اسنی بی کبھی لاکی دوزخ سی بھری ہی سینۂ دشمن مین آگ

جوشِ وحشت مین بھلا کیونکر بچاؤن گا کفن گر بھی ہی سینۂ پر سوز سی مدفن مین آگ

سرمگین آنکھو نسی تیری طور پر بجلی گری ر شعلۂ رخ نی لگا دی وادیِ ایمن مین آگ

جا پڑا کیا خون میری زخمِ دامن دار کا ر یک بیک کیون لگ گئی جلاد کی دامن مین آگ

خاک ہو جاؤن کہین جلکر تو جھگڑا پاک ہو ر ای فلک تو ہی لگا دی اب مِری مسکن مین آگ

دیکھ او ظالم حذر کر آہ سی مظلوم کی ر خاک کر دیتی ہی جب خشک و تر کو بن مین آگ

ہوگیا شاید گذر نواب کا اس شہر مین
مشتعل ہی جابجا جو کوچہ و برزن مین آگ

ردیفِ لام

وصلِ معشوق ہی گلشن مین بجانا بلبل
میری گھر آج سرِ شام سی آنا بلبل

آمدِ یار سی گلشن ہی سُہانا بلبل
تو بھی اس وقت ذرا گا لی شہانا بلبل

ٹوٹ جائین نہ کہین دامِ بلا کی پھندی
بال و پر وقتِ اسیری نہ ہلانا بلبل

کوئی گُل ہار جو اوتری ہو بھیجی تجکو
قبر پر میری بھی دو پہول چڑہانا بلبل

رقص کرنی لگی صیاد قفس جلجائی
آج اس دردسی گا کوئی ترانا بلبل

شبِ فرقت کا بھی سامان ذرا کر کہنا
وصلتِ گل مین کہین بھول نجانا بلبل

مثلِ پروانہ کہین خاک بھی ہو جا کہ کبھی
بوالہوس جانتا ہی سارا زمانا بلبل

تیلیان ٹوٹین قفس کی جو بکھر کہنی سی تری
اوڑ کی پھر میری ہی ویرانی مین آنا بلبل

وہ اگر ڈھونڈھی چمنمین مری تربت کا نشان
کھینچکر نالۂ غم تو ہی بتانا بلبل

چھپی ایسی ہون جن سی اوچٹ جائی جی
لحنِ داؤدی سی گلچین کو لبھانا بلبل

وصلِ شیرین سی جو ہو محوا رم مین فرہاد
چونک اوٹھی خواب سی وہ رنگ جمانا بلبل

بوی گل تیر کی لذت جو چکھا دی تجکو
مدۃ العمر رہی تو بھی نشانا بلبل

مجکو گر یاد نہ کرنا تو نہ کرنا لیکن
میری نوحی کہین دلسی نہ بھلانا بلبل

ساتہ چھوٹی نہ مصیبت مین بھی ہمدردونکا
اِک قفس واسطی میری بھی منگانا بلبل

ہوگئی بند مری چار ہی نغمی سنکر
حشر تک اب مجھی تو منہ نہ دکھانا بلبل

مینی تعلیم کیی ہین جو چمن مین تجھکو | قمریون کو بھی وہی نوحی سکھانا بلبل
اپنا گل ہی نہو تو لذتِ جاوید کہان | ہجر مین خلد کو بھی آگ لگانا بلبل

نئی انداز سی گر سیرِ چمن ہو منظور
اشکِ نواب مین پھولون کو بسانا بلبل

کیسی لذت سی ہوا ہای مرادل بسمل | ٦٩ | ہو گیا آپ جسی دیکھکی قاتل بسمل
کون آیا سوِ مقتل کہ بجای تسبیح | عرش پر روحِ امین کہتی ہین بسمل بسمل
تلخیِ مرگ کی لذت جو یہ بھی ہی تو پھیر | مِی کوثر کو بھی سمجھی گا ہلاہل بسمل
حال پروؤن مین کس کس کی اُٹھی ہی کہ وہان | کچھ جو در پر ہین تو کچھ ہین سرِ محفل بسمل
اوسمین تیزی ہی تو اسمین بھی تڑپ قہر کی ہی | تیری تلوار کا ہی مدِ مقابل بسمل

کارگر ہوتی اگر چوٹ نگہ کی لیلے
قیس کی روح بھی ہتی پس محمل بسمل

حشر سو بار ہوا پر وہ نسمجھا کیا ہی
نشۂ شوق سی اس درجہ تھا غافل بسمل

حال قاصد سی تو واقف نہین آنہی خبر
خاک پر کوئی پڑا تھا سر منزل بسمل

تیغ ابرو کی وہ بُرِّش ہی کہ جس سی نواب
ہین تو کیا ہو گئی ہین حور شمائل بسمل

ردیف میم

تم پہ نہوی اگر فدا ہم
دنیا مین کرینگی جی کی کیا ہم

مستی مین وضو کرینگی می سی
رندون مین بنینگی پارسا ہم

ہرگز یہ نہتی امید یارب
ہو جاینگی اوس سی یون جدا ہم

جس غیر کی مدح کرتی ہو تم — دیکھین تو کبھی اوسی ذرا ہم

کہتی ہین وہ زلف کو مسلسل — یہ سچ ہی تو ہو چکی رہا ہم

در پر تری رشک نی نہ چھوڑا — کیا خاک بنین گی نقش پا ہم

جو ہونٹ ہلانی پر خفا ہو — کیونکر کہین اوس سی مدعا ہم

دونی ہوئی ہای آتش شوق — دو دن رہی اوس سی کی خفا ہم

اوسوقت چھپایا اوسنی منہ کو — جب کہہ چکی زلف کو رسا ہم

غیرت کی جگہ ہی سوچ قاصد — تجھسی کہین اپنا مدعا ہم

دل مین رہتا ہی گھڑی تو — کیونکر کہین تجھکو بیوفا ہم

در تک تری شوق کھینچ لایا — خود بن گئی اپنی رہنما ہم

کیا تجکو کہینگی سخت جانی
گر ہو گئی ہجر مین فنا ہم

یہ لذتِ درد ہے کہ تا حشر
خالق سی نہ مانگین گی شفا ہم

لپٹا جو مین اور ڈہب سی بولی
دیکھو ہو جائینگی خفا ہم

جب کچہ نہ بنی تو بیٹہی بیٹہی
تجہپر ہوی جی سی مبتلا ہم

اب فکر ہی سو طرح کی نواب
کرنی کو تو کر چلی گلا ہم

حکایت مری سُن کی گر سنو تم
تو غیرونکو گہر مین بہٹکنی ندو تم

بڑی سنگدل سخت بیرحم ہو تم
خدا جانی کیا کچہ کروگی تو تم

تہا ہو کی کہنا وہ وصلت مین تیرا
جو چہیڑو تو پہیٹو مری جان کو تم

جو ہی خوف رسوائی اس درجہ تمکو — تو در پردہ ہی میری عاشق بنو تم

پئ قتل کافی ہی روزِ جدائی — یہ الزام تو اپنے ذمے نہ لو تم

یقین آی جب تبھی چاہت کا میری — مرا خطِ تقدیر بھی گر پڑہو تم

اوٹھالی خدا اوسکو جو کوئی ستائے — کہی وقت آخر کہ بس اب اوٹھو تم

بھلا دیکھو تو کیا وہ کہتا ہی تمکو — کبھی غیر کی رونی پر بھی ہنسو تم

جو ظاہر مین ملتی نہین روز آکر — کبھی تو چھپی چوری ہمسی ملو تم

رقیبونسی ہر دم یہ ہنس ہنسکی باتین — نہ مجھسی ڈرو تو خدا سی ڈرو تم

مجھی منع کرتی ہو رونیسکو غم مین — بھلا ہمدمو کیسی نادان ہو تم

جو چاہا ہی اوسکو تو اب حضرتِ دل — قیامت تلک ایسی ہی صدمی سہو تم

قلم مجھسی اوٹھتا نہیں ہمنشینو
یہ جی چاہتا ہی کہ جبتک جیین مین
نہ دیکھی تمہین کوئی پھر حشر تک ھی

اوسی میری جانب سی نامہ لکھو تم
نہ اک لحظہ پہلو سی میری ہٹو تم
اگر دل کی پردی مین آکر چھپو تم

ہمین سی ہی نواب ساری کہانی
کبھی اوس سی بھی دردِ دل کچھ کہو تم

گر یہ سمجھین قید سی ہو جائینگی آزاد ھم
تورین اک دم مین قفس کی تیلیان صیاد ھم
لاتی ہین اوسکی گلی مین جنتِ شداد ھم
زاہدو لو دیتی ہین تمکو مبارکباد ھم
ساری منہ دیکھی کی باتین ہین مگر مرنی کی بعد
بھولکر بھی تمکو آئینگی نہ ھرگز یاد ھم
خاک اوڑائی لاکہ لیکن وہ نہ آیا راہ پر
ہی اس امید ہی مین ہو گئی برباد ھم

ظلم کی ہاتہون غمِ فرقتین اتہو مرٹی — فائدہ کیا گر کرین بہی شکوۂ بیداد ہم

آنہ جائی حرف دعوای وفا پر حشر مین — کر نہین سکتی خدا سی بہی تری فریاد ہم

جو دلِ غمگین نہو خوش خلد کو بہی دیکہکر — اوسکو رکہین ایفلک پہلو مین کیونکر شاد ہم

اپنی دل ہی سی ہمین ایذا ہی تو نازان نہو — تجہسی بہی کہتی ہین بڑہکر اک ستم ایجاد ہم

حسنِ شیرین نی نہ مارا تو شہادت کی لیی — مانگ لینگی ایک دم کو تیشۂ فرہاد ہم

رشکِ دشمن گر نچہوڑیگا ترے کوچی مین تو — کوئی ویرانہ کرینگی جا کی پہر آباد ہم

سینی مین رکہ لین ذرا دل کو تسلی کی لیی — کہا نہ جائینگی تری نشتر کو ای فصاد ہم

گر نہین ہی خرچ تو خمار کی دکان پر — جا کی رکہین گی گرو سجادۂ زہاد ہم

کچہ بہی ای نواب تسکینِ دلِ مضطر نہو

حشر تک تڑپین جو زیرِ خنجرِ جلاد ھم

٦٢

جب کبھی دیکھتی ہین زلفِ گرہگیر کو ھم
یاد کرتی ہین بہت صانعِ تقدیر کو ھم

جان گر ڈھونڈھتی ہی ڈھونڈھی مرینگی جگا
اسطرح دل مین چھپا لینگی تری تیر کو ھم

آہ کرنیسی وہ ملجای توای ربِ قدیر
مانگین تجھسی بھی ھم گر کبھی تاثیر کو ھم

حالتِ جوشِ جنون مین یہی کام آئی ہی
دوست رکھتی ہین اسیواسطی زنجیر کو ھم

جب ستاتا ہی بہت دردِ جدائی دل کو
پیار کرلیتی ہین اوٹھکر تری تصویر کو ھم

رحم فرمای کبھی کاتبِ قدرت شاید
اسلیی روتی ہین اکِ عمر سی تقدیر کو ھم

اوسکی دل مین تو اثر ہی نہین کرتا نالہ
کیا کرین لیکی بھلا نالۂ شبگیر کو ھم

ردیفِ نون

۲۳

نئی ڈھب سی تڑپتا ہی دلِ بیمار پہلو مین ۔ مقرر آج بیٹھی ہین وہان اغیار پہلو مین

جگر دل سب لہو ہو کر بہی فرقت مین آنکہون سی ۔ مگر ہان داغِ حسرت رہ گئی دو چار پہلو مین

قسم کہانیکی قابل ہین نصیب اون خوش نصیبون کی ۔ رہین دل کیطرح جنکی پری رخسار پہلو مین

وہان فرہاد کی سر پر اگر ہی زخم تیشی کا ۔ یہان ہین ابروونکی زخمِ دہندار پہلو مین

شکستِ دلسی گر انکار ہی تمکو تو حاضر ہین ۔ گواہی کی لیے دو گیسوئی خمدار پہلو مین

تمہارا دل ہی قابو مین نہین ہی خوفِ اعدا سی ۔ اوٹہو کیون بت بنی بیٹہی ہو تم بیکار پہلو مین

مری دلکی تڑپ اکثر ہلا دیتی ہی گردون کو ۔ شبِ وصل ای قمر رہنا ذرا ہشیار پہلو مین

ستمگر کیسی کیسی تو نی دنیا مین بنائی ہین ۔ ستم سہنی کو یارب دل بہی دی دو چار پہلو مین

قیامت مین شہادت کی لیے آب منی ہی
لگا رکہی ہین کتنی زخم دامن دار پہلو مین

قیامت گر شب فرقت سی ہمسر ہو تو مین جانون
کہان ساری شب اکدم کی برابر ہو تو مین جانون ۰۵

الہی یون تو ہوتا ہی رہیگا اپنی وعدی پر
جو میری ہجر کی شب روز محشر ہو تو مین جانون

بتاے گا مجہی کوئی زمانی مین تو کیا یا ز آب
تری درگہ مین بہی اوس سا ستمگر ہو تو مین جانون

منجم جہوٹ ہی معشوق کا ملنا کہ قرقت مین
اجل تک بہی اگر مجکو میسر ہو تو مین جانون

مین آؤن حسر تو نسی دیکہتا تمکو سر مقتل
تمہاری ہاتہ مین اوسدم بہی خنجر ہو تو مین جانون

بجا لی کر وہ اعجاز تکلم اسکو تم جانو
مگر یون رنج مین نواب جانبر ہو تو مین جانون

نازو انداز جو تیری شبِ وصلت دیکھون
خلد مین پھر نہ کبھی حور کی صورت دیکھون

اوسکی سنّت کی لیی غیر کی تربت دیکھون
ہای یہ صدمہ فلک تیری بدولت دیکھون

سیر ہو حشر مین جب داورِ محشر پوچھی
حالِ دل اور مین اوس شوخ کی صورت دیکھون

دلِ گم گشتہ کو سو بار مین ڈھونڈھون ہمدم
اوسکی گیسو مین اگر کوئی علامت دیکھون

ابتو دعوی ہی بہت حضرتِ واعظ لیکن
دیکھیی وہ نازسی پھر آپکی عصمت دیکھون

امتحاناً تو ذرا قتل کرو دشمن کو
پھر بھی رہتا ہی مجھی شوقِ شہادت دیکھون

دیکھنی آی تو ہو مجکو مگر رشک سی مین
ہای کن آنکھون سی تمکو دمِ رحلت دیکھون

فتنہ پرداز وہ معشوق عطا کر یارب
کہ جہان جاہی وہان تک قیامت دیکھون

اذنِ محبوب سی جاؤنگا وہان بھی واعظ
وہ نہین ہون کہ تری کہنی سی جنت دیکھون

ہمدم ہو حسین کی اپنی ہین کرون سو فکرین
کوئی دم عشق کی ہاتھون سی جو راحت دیکھون

غیر کی چاہ بہت آپکو ہی سنتا ہون
وہ مجھی چاہی تو پھر آپکی چاہت دیکھون

جبسی دیکھی ہون تری وصل کی دن مدت تک
ہای اون آنکھون سی طولِ شبِ فرقت دیکھون

جل کی ہو خاک کہین سوزِ الم سی نواب
روز کبتک تری نخوت سی قیامت دیکھون

ایسی تو بیخودی نہین ہوتی شراب مین
،، کیا تمنی میری بخت کو دیکھا ہی خواب مین

لطف و کرم کی محو ہوئین ساری لذتین
ایسا مزہ ملا ستمِ بیحساب مین

قاصد کو بہیجتا ہون تو شوخی کی راہ سی
میرا ہی نامہ بہیجتی ہین وہ جواب مین

جب پیار اختلاط مین دیتی ہین گالیان
کیا جانین کیا کہینگی وہ مجکو عتاب مین

اللہ رے تاب عارض مہوش کہ وقت وصل
بجلی سی کوند جاتی تھی ہر دم نقاب مین

ہر رونگٹے سے آتی ہے آواز شکر کی
لذت ملی ہے یہ شب غم کی عذاب مین

تمکو پسند کرتی ہین سب شاہدون مین ہم
رخنے نکالو اب بھی تو کچھ انتخاب مین

پامال کرکے خلد کو صحرا بنا دیا
وحشت بھری تھی یہ دل خانہ خراب مین

زاہد کبھی ہوے کبھی ہم محتسب بنے
کیا کیا پڑی ثواب کی ہاتھون عذاب مین

پوچھو تو کوئی بات مرے منہ کی بھی تم
دیکھو تو پھر مین کہتا ہون کیا کیا جواب مین

مارا سرور وصل نے تو ہے سزا مری
نکلی نہ جان کیون شب غم کی عذاب مین

کیا جانے کیا کہینگے وہ شوخی کی رو سے
دیکھا جو وقت وصل مجھے اضطراب مین

گردش مین ڈال میری بھی قسمت کو اے فلک
کیا فائدہ جو تو ہی رہا انقلاب مین

نواب شکر عشق بتان مین مجھی سی چو
جو کچھ کہا ہی مینی خدا کی جناب مین

دھوم ہی حسر تونکی ہر دل مین
کون آتا ہی آج محفل مین

یاس سی مر چلی تھی ہم لیکن
آگئی جان کوی قاتل مین

ساری شوخی تم اپنی بھول گئی
وہ تماشا تھا رقص بسمل مین

نہین معلوم کیا ہوا جو آج
ہوک سی اوٹھ رہی ہی کچھ دل مین

لطف آب حیات کا پایا
تلخی ہجر سی ھلاہل مین

کیون مری دل کو پوچھتی ہو تم
مجھسی پوچھو جو ہی مری دل مین

نامہ بر راہ مین ہی اور یہان
خاک اوڑتی ہی پہلی منزل مین

حسرتین وصل کی ہماری بعد | رہین گی ہای کونسی دل مین

وہی کافر نہو کہین لیلی
دیکہہ نواب جا کی محمل مین

۷۹
پلی کیونکر نہ تیری رہگذر کی سرزمین پر سون | کہ نالونسی مری کانپا کیا عرشِ برین برسون
بہلا کیا خاک سوئی چین سی وہ کُنجِ مرقد مین | رہا ہو جسکی سر کا تکیہ دوشِ نازنین برسون
تری صورت کا نقشہ جب کبھی کہنچ جائیگا پورا | تو صنعت پر کریگا ناز صورت آفرین برسون
عجب حسرت سی دیکھا ہی سوی جانان دمِ آخر | رہیگی یاد اوسکو بھی نگاہِ واپسین برسون
نہ ہنسی میری رونی پر یہ وہ آفت کا رونا ہے | کہ جسکو دیکھکر رویا کیی روح الامین برسون
اڑائین دھجیان ہاتھون نی اوسکی جوشِ وحشت مین | رہی تھی دیدۂ خونبار پر جو آستین برسون

کیا عشق کمر نی بی نشان ایسا بنایا کی
عدم مین بھی اگر ڈھونڈینگی مجکو ہمنشین برسون

رفاقت لذتِ زخمِ جگر تیری مین جب جاونگی
کہ مرقد مین بھی میری مُنہ سی نکلی آفرین برسون

ہوی ہونگی کسی سی وصل کی اقرار بھی شاید
رہی ہمسی تو اوس بیرحم کافر کی نہین برسون

نصیبونمین جو لکھی ہی بُرائی وہ نجائیگی
اگر رگڑونگا در پر کعبی کی نقشِ جبین برسون

اسیرِ دامِ گیسو دل ہوا تو مین بھی وحشت سی
نچھوڑونگا کبھی ہاتھونسی زلفِ عنبرین برسون

اسی امید پر شاید کسی دن آؤ تم باہر
نجائینگی تمہاری در سی دم بھر بھی کہین برسون

تری کوچی مین ہی مدتسی ہمپر نزع کا عالم
گھڑی ساعت کا نقشہ ہمنی دیکھا ہی یہین برسون

جفا سی اوسکی گھبرگیا نہ ای نوّاب کوئی بھی
رہینگی دیکھ لینا کوی جانان مین ہمین برسون

۸۰

بہار آئی کھلی گل بلبلین پھرتی ہین گلشن مین
ذرا تو بھی خدا کی واسطی آ میری مسکن مین

چمک پڑے ہجائیگی افشانسی ایسی وی روشن مین
کہ فورًا آگ لگ اوٹھی گی ساری دشتِ ایمن مین

قیامت تک نہوگا یہ اثر فریادِ دشمن مین
ترا بیچین ہونا منحصر ہی میری شیون مین

دیی ہوتی مجھی ای چرخ تو کچھ کام بھی چلتا
عبث سب فتنی تو نی بھر دیی ہین اوسکی چتون مین

گئی ہین ایسی ناکامی سی ہم اوس بت کی کوچی سی
رہیگا ذکر جسکا حشر تک ہر کو و برزن مین

نہین کچھ ایک غمزہ قتلِ عاشق کی لیی ظالم
ہزارون ناز ہین آفت کی تیری چشمِ پر فن مین

مری زخمونکی کیون ہی فکر تجکو چارہ گر ہر دم
بھری ہین معجزی عیسی کی کیا کچھ نوکِ سوزن مین

ڈہلا جاتا ہی نمکا میری گردن کا جو ہی ہمدم
پڑی ہین دشمنونکی ہاتہ شاید اوسکی گردن مین

خدا کی شان ہمتو خط لکھین کس شوق سی تمکو
نہ دیکھو آنکھ سی تم رکھدو دیوارونکی روزن مین

قصور ایسا ہوا تھا کونسا جسکی عوض یارب
بھری ہی آگ سوزِ دل سی تو نے میری تن مین

رخِ انور نہین دیکھا ہی تیرا ورنہ مجھ سر تک
نہوتا کوئی بھی جھگڑا کبھی شیخ و برہمن مین

گلونسی شاد ہون نالونسی پر بلبل جلاتی ہے
الٰہی آگ لگ جائی فقط اسکی نشیمن مین

عجب پردی مین لذت ہاتھ آتی بوسہ لینی کی
مرا دل بھی جو ہوتا موتیونکی ساتھ سمرن مین

نہ چھیڑا ای خارِ صحرا تو نہ دامنگیر ہو میرا
بھری ہین بخت دل کن مجنونسی میری دامن مین

رہا یونہین دلِ بیتاب پہلو مین تو محشر تک
قیامت کا رہیگا زلزلہ ہر وقت مدفن مین

تعجب کیا جو وصلِ یار کی نواب کو دھن ہے
خیالِ خام بندھ جاتی ہین یونہین دل کی الجھن مین

خواہش کرون وفا کی جفا کا گلا کرون ۱۸۱ تم میری بس مین ہو تو خدا جانی کیا کرون

کہتی ہین بعدِ حشر کوئی دن بتائیے ‏ تو وصل کا ہین آپ سی وعدہ وفا کرون

تعریفِ عشقِ غیر کی میری مذمّتین ‏ انصاف کر یہ باتین مین کہانتک سنا کرون

سو ظلم ہمپہ اتبو ہین پر کچھ بھی یاد ہے ‏ کہنا وہ بیکسی مین کہ اللہ کیا کرون

تعزیر دیجیی مجھی اوس ستم کہ جز جفا ‏ بھولی سی بھی کبھی مین خیالِ وفا کرون

دل مین بھری ہوئی ہین ہزارون ہی حسرتین ‏ کس کس کی واسطی مین الٰہی دعا کرون

گر وصل ہو تو لاکھ طرح کی ہون مشغلے ‏ یہ تو بتاو ہجر مین مین کیا کیا کرون

اوس بیوفا سی لگ ہی اسکا علاج کیا
نواب گر مرض ہو تو اوسکی دوا کرون

تذکرہ سنکر تمہارا میری دم مین دم نہین ‏ ۸۲ ‏ سچ ہی شہرہ حسن کا ذکر اجل سی کم نہین

سیکڑون عالم ہین معشوقانِ عالم مین مگر
پیار کرتی ہین جسی ہم ہای وہ عالم نہین

گو نہ آو تم مگر ہم یادہی سی شاد ہین
بیکسی مین اس سی بہتر مونس و ہمدم نہین

گر کسی سی تم نہین لپٹی شبِ وصلت تو کیون
پرزی کُرتی کی اوڑی ہین سینی پر محرم نہین

مرگئی کیا نوحہ گر یا ذکر تیرا آگیا
آج کیون اہلِ عزا مین شورشِ ماتم نہین

غم نہو تیرا جسی کیونکر ہو اسکی زندگی
کاہشِ جانکی لیی اس سی زیادہ غم نہین

اشکِ دشمن سی گہبراو کہ اپنی ہجر مین
تمنی دیکہا تہا جنہین وہ دیدۂ پرنم نہین

کیون ترا احسان اوٹھاون مفت مین جای گر
ہات ٹوٹی ہین مری دنیا مین یا مرہم نہین

ہوشمین آ دستِ ساقی سی سمجہکر جام لی
می ہی ای زاہد یہ آبِ کوثر و زمزم نہین

میری فریاد و فغان تیری ہی محفل کی سوا
کونسی وہ بزم ہی جو برہم و درہم نہین

آفتاب حسن کیا آنکھین دکھاتا ہی نہین
ہین یہ آنسو عاشقون کی قطرۂ شبنم نہین

رشک دشمن رنج فرقت درد پہلو سوز دل
گر یہی ہین عشق مین صدمی تو اکدن ہم نہین

کیون نہ کھینچون حشر مین نواب حق کی برو
آجکل اوس کا فکر کاہی کچہ دامن یم نہین

۸۳

جسکو دیکھا وہ آشنا ہی نہین
کیا زمانی مین باوفا ہی نہین

جا کسی اور جا اثر کہ یہان
یاس سی دل مین کچہ رہا ہی نہین

ہمتو افسوس کہہ چکی کیا کیا
پر وہ کہتی ہین کچہ سنا ہی نہین

کیون مانی مین حشر آیا ہے
حال دل مینی تو کہا ہی نہین

تو تو کہتا ہی نامہ بر سب کچہ
مگر اوسنی تو کچہ لکھا ہی نہین

روزِ محشر کی شام ہی لیکن — شبِ فرقت کی انتہا ہی نہین

تم مناتی ہو کسکو ای نواب
وہ تو کہتی ہین ہم خفا ہی نہین

بعدِ مدت جو کچہ کہا تو نہین — دلربائی کی یہ ادا تو نہین ۸۴
غیر سی پوچہتا ہون ہائی رے شوق — وصل کی شب اوسی حیا تو نہین
ناز پر تیری پس گیا ہی کیون — دل مرا ہی یہ کچہ حنا تو نہین
شوخ ہی رنگ گو زمانی کا — تجہسا چالاک و دلربا تو نہین
لیجیی بوسی میری ہی منہ کی — اسمین نقصان آپکا تو نہین
تیری ہی راہ مین رہینگی مدام — ہم مین ہرچند کچہ رہا تو نہین
اشک سرخ اسقدر نہین ہوتی — یہ کسی شوخ کی حنا تو نہین

آہ ہی نارسا تو میری ہی
یہ تری کاکل رسا تو نہین

حرف آئی گا کیون محبت پر
خط کا لکھنا تجھی خطا تو نہین

ہجر مین بھی خیال ہی تیرا
شکر ہی دلسی تو جدا تو نہین

نامہ بر سچ بتا خدا کی لیی
اوسنی خط غیر کا لیا تو نہین

نہ سہی باوفا بہت نہ سہی
دل مرا تمسا بیوفا تو نہین

کیون خفا ہو جو اشک بھر آئی
خونِ دل آنکہ سی بہا تو نہین

در پر اوسکی لحد بنی تو بنی
شکر ہی غیر جبہہ سا تو نہین

دل لیا اوسکی نازنی ناصح
اسمین کوئی مری خطا تو نہین

بنو پرور وہ کچہ خدا تو نہین

۸۵

کیونکر کہون کہ طاقتِ ضبطِ فغان نہین
ہی تو مگر موافقِ جورِ بتان نہین

آنکھین ہی گر نہون تو اسی کیا کری کوئی
ورنہ تری صفات کا جلوہ کہان نہین

ہوتی ہی رات وصل کی جس گہر مین اے خدا
اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان نہین

جی بھر کی ناز کر کہ اوٹھا لینگی جان پر
اتنی تو تیری ہجر مین ہم ناتوان نہین

گھونگھٹ سی مُنہ تو کھولو دمِ وصل خیر ہی
چہرہ ہی چاند سا کوئی رازِ نہان نہین

اس ظلم پر تو چرخ کی بیداد ہی یہ کچہ
اللہ کا ہی شکر کہ تو مہربان نہین

حیرت کی وہ تو پوچھتی ہین وجہ اور مین
خاموش اسطرح ہون کہ گویا زبان نہین

دو فقرون مین مٹا دیی دلسی گلی ہزار
پھر بھی کہوگی مجھسی کہ مین خوش بیان نہین

گھر مین عدو کی دیکھی تجکو مین شرم سے
کبتک یہ جھوٹ بولون کہ وہ تو یہان نہین

کس مشغلی سی ہوگی تسلی کہ خلد مین
سر پھوڑنی سکو ہای ترا آستان نہین

وصلت سی باز رکھنی کو آخر حیا تو ہے
کیونکر کہون کہ کوئی ترا پاسبان نہین

انکھین نہ بند کیجیی سنیی جو مین کہون
حال غمِ فراق ہی کچہ داستان نہین

کس کس طرح ستاتی ہین ہمکو ای خدا
کیا تیری گھر مین کوئی سزای بتان نہین

نواب یار آتا ہی مقتل مین قتل کو
کمبخت اسکو سنکی بھی تو شادمان نہین

۸۶

کیا میری دل کو دیکھتی پھرتی ہو آہ مین
اسکو تو ڈھونڈھو اپنی ہی زلفِ سیاہ مین

یارب ملی مجھی کو ہمیشہ کی واسطے
جتنا ہو دردِ عشق ترے بارگاہ مین

لاکھون کو قتل کرتی ہی دم بھر مین بیگناہ
یہ تیر یان فقط ہین تمہاری نگاہ مین

اتنی دعائین مانگین عدو نی کہ چہپ گیا
تہوڑا سا تہا اثر جو مری دل کی آہ مین

تو ای سپہر کجروی اپنی نہ چہوڑنا
ہر چند خاک ہوگئی ہم اوسکی راہ مین

ازبسکہ تکیہ ہی تری لطفِ عمیم پر
جلوہ ثواب کا ہی مری ہر گناہ مین

واعظ کو دیکھنا کہ دلاتا ہی مجکو یاد
نواب میکشی کی مری خانقاہ مین

جب کبھی بہولی سی وہ نام مرا لیتی ہین
اونگلیان دانتون مین اغیار دبا لیتی ہین

تذکرہ میرا تری سامنی کچہ بات بھی ہی
یار بہلانی کو اک بات بنا لیتی ہین

خواب مین بھی جو طلب کرتی ہین تو شوخی سے
مجہ سی پہلی وہ رقیبونکو بلا لیتی ہین

یاد کر کی تری وصلت کی دامن ہم بہی | کیسا کیسا شبِ ہجران مین مزا لیتی ہین

کسکی کوچی کی پڑی خاک مری پاؤن پہ | کہ قدم میری مری راہنما لیتی ہین

آنکہ لڑ جاتی ہی جب مجھسی تو اللہ ری حجاب | نازسی ہاتہ مین آئینہ اوٹھا لیتی ہین

دلکی جانی کا عبث ہی تجہی صدمہ ناصح | ہم خدا جانی یہ دیکر اوسی کیا لیتی ہین

شرم اگلی سی نہین سارے زمانی کیطرح | وہ بھی اب نام مرا نامِ خدا لیتی ہین

کیا ہوا گر مجہی قاصد نہین دیتی ہین جواب | پرزے نامی کی تو رستی سی اوٹہا لیتی ہین

عاشقونکو نہ ستا بہرِ خدا ای ظالم | ان فقیرونکی تو سب لوگ دعا لیتی ہین

رازِ دل ہای کہی کون کہ وہ تو مجھسی | اپنا اوبھرا ہوا جوبن بھی چھپا لیتی ہین

بیچتا ہون جسی اپنا مین سمجھکر تو اوسی | دو ہی باتون مین وہ دم دیکی ملا لیتی ہین

مثلِ زنجیر قدم لونمین اگر ملجائین — تیری گیسوسی جو دل اپنا بچا لیتی ہین

جب کہا لیتی ہین الفت عوضِ جان تو آپ
ہنسکی کہنی لگی جی مینی سُنا لیتی ہین

مزہ پایا ہی یہ اوسکی جفا مین — کہ اب لذت نہین ملتی وفا مین
اوجھکر عشقِ گیسوی رسا مین — الہی پڑگئی ہم کس بلا مین
فنا کی بعد اثر آیا دعا مین — کہ وہ آئی مری بزمِ عزا مین
یہ کسکی زلف سی اوجھی ہی جو آج — بھری ہین شوخیان بادِ صبا مین
مجھی اتنا تو ای خالق بتا دی — ملیگا کیا شبِ غم کی جزا مین
نہین ہی تمکو چاہت دلکی توپھر — چھپا رکھا ہی کیون زلفِ دوتا مین

ادا سی کوئی بت آئی تو ناصح
کلیجا اپنا ہم کیونکر نہ تہامین

کہان مہندی مین ایسی شوخ رنگت
لہو میرا ملا شاید حنا مین

نہین اک چال ہی سی شور محشر
قیامت کی ہین فتنی ہر ادا مین

بلا نازل ہوئی تہی کونسی کل
کہ تہا اک غل مری ماتم سرا مین

غم فرقت مین اب رونی سی حاصل
نہ آیا سوچ اسکا ابتدا مین

گلی مین اوس پریکی وای قسمت
یہ چہبی کانٹی تو پای رہنما مین

بہت مرغوب ہی اوس بت کو نواب
کوئی خوبی تو ہی شرم و حیا مین

۸۹

جو لوگ بہول کی بہی تیری گہر کو دیکہتی ہین
تو یاد کرکی وہین میری گہر کو دیکہتی ہین

بناؤ شب کی تو سب روز دیکھتی ہین مگر
ہم اونکی بگڑی ادائین سحر کو دیکھتی ہین

مجھی یہ ڈر ہی کہ افشای راز ہو نہ کہین
بری نگاہون سی سب چشم تر کو دیکھتی ہین

تمہاری ہرزہ مزاجی کو کچھ نہین کہتی
مری ہی جذبۂ دل کی اثر کو دیکھتی ہین

یہ جانتی ہین کہ قاصد اودہر سی لایا خط
کبھی جو آتی کسی نامہ بر کو دیکھتی ہین

گئی ہین غیر کی گھر شام سی وہ ای فریاد
ذرا ہم آج تری بھی اثر کو دیکھتی ہین

خدا جو پوچھتا ہی حال حشر مین تو ہم
نگاہ یاس سی اوس فتنہ گر کو دیکھتی ہین

عبث یہ کہتی ہو تمسی خفا نہین ہو ہین
نہ جھوٹ بولو کہ ہم تو نظر کو دیکھتی ہین

جو سوچتی ہین تری عشق کو تو حیرت سی
کبھی تو دل کو کبھی ہم جگر کو دیکھتی ہین

عدم کی کرتا ہون تعریف جب کبھی نواب

تو کس ادا سی وہ اپنی کمر کو دیکھتی ہین

۹۰

نالون سی کیا زبان مری آشنا نہین
عالم مین جو کہین بھی ہجومِ بلا نہین

مین وصل مین لحاظ سی کچھ بولتا نہین
وہ جانتی ہین دل مین کوئی مدعا نہین

حورین بھی ہین بشر بھی ہین پریان بھی ہین مگر
میری ہی واسطی تری محفل مین جا نہین

دل لینی سی نہ ڈر تری بیداد کی قسم
اس جرم کی خدا کی یہان بھی سزا نہین

مرنی کی اوسنی لی ہی قسم مجھسی ہجر مین
افسوس اب تو موت کا بھی آسرا نہین

کیونکر کہون کہ صبر و سکون عشق کی لیے
دل مین تو میری کوئی تمہاری سوا نہین

قائم مقام میرا تو ہی غیر بھی وہان
مین کیا کرون کہ تمسا یہان دوسرا نہین

یہ اضطرابِ قتل فراموش ہو تو ہو
پر یاس کی نگاہ مری بھولتا نہین

کیون دل کو اشتیاق ہی ہر لحظہ صبح کا
شام شب فراق مین کیا کچہ مزا نہین

باتین ہی ایسی کین کہ ہمین پیار آگیا
یہ آپ کی خطا ہی ہماری خطا نہین

ممنون ہون مین جذبۂ دل کا شب وصال
احسان مجہپہ آئین تو کچہ آپکا نہین

بیچین عمر بہر رہی ہم ای فشار گور
بس بس کہ امتحان کا اب حوصلا نہین

انکار مین وصال کی کچہ لطف اور ہی
کہنی کو یون تو کہتی ہین وہ بار ہا نہین

نا آشنا جو دل کو مری کہہ رہی ہو تم
سچ ہی مگر تمہاری طرح بیوفا نہین

سمجہا کی لی تو آیا اوسی نامہ بر یہان
شکوی نہین کیے تو کچہ اسکا گلا نہین

نواب ظالمون سی رحم کی آرزو
تم بہی وہ چاہتی ہو جو پیدا ہوا نہین

۹۱

ناصح اگر نہ دیکھون کبھی اوسکی در کو مین
انصاف کر کہ جاؤن پھر آخر کدھر کو مین

دعویٰ بہت بڑا ہی تجھی اپنی چاند پہ
چاہونگا ضد سی تیری فلک اوس قمر کو مین

وصلت کی رات حق سی یہی ہی مری دعا
ہو حشر بھی تو شب کو نہ دیکھون سحر کو مین

مین مٹ گیا مگر مری خواہش نہین مٹی
ڈھونڈھا کیا عدم مین بھی تیری کمر کو مین

آیا یہ کام داغ محبت کی چاہ کر
کیونکر بچاؤن جان سی بڑھکر جگر کو مین

وہ رنگ اس سی وصل کا بگڑا کہ کیا کہون
یارب نہ روز حشر بھی دیکھون سحر کو مین

اوسکی جفائین دیکھکی حیرت سی بار بار
نواب یاد کرتا ہون تیری جگر کو مین

ردیف واو

پھر خدا جانی ملی کب درِ جانان مجکو
دیکھ لینی دی ذرا دینَ گریبان مجکو

مین بھی ہنستا ہون بہت آپکی دانائی پر
آپ ہنس ہنسکی بناتی ہین جو نادان مجکو

کی بتونکی یہ پرستش کہ بنا صورتِ بت
ہای پھر بھی تو سمجھتی ہین مسلمان مجکو

خاک دیکھونگا شبِ وصل کہ قسمت سی مری
موت کا بھی نظر آتا نہین سامان مجکو

یار آتا ہی تصدق کی لیی ای واعظ
دی ذرا بھر خدا اپنا بھی ایمان مجکو

پھر بھی آنکھون مین ہونگا مین نظر کی صورت
تیری گھر سی جو نکالین گی نگہبان مجکو

وصلِ دشمن مین رنگی ہاتہ لہو سی میری
اور اولٹا وہ جتاتی ہین پھر احسان مجکو

تمنی ارمان مری دلکی جو مجھسی پوچھی
کیا بتاؤن نرہا کوئی اب ارمان مجکو

کوئی یہ خوشخبری جا کی کہی غیرون سی
لو مبارک کہ بناتی ہین وہ دربان مجکو

سجن ہی شکر کیی اوٹہ کی وہین سو سو بار
دل مین جبدم نظر آیا تراپیکان مجکو

غیر کی وصل کا اوسدن مجہی آئی گا یقین
پیار کرلو گی کسی دن جو مری جان مجکو

اور کی دشمن ہی کی آنکہونمین پڑونگا ہمدم
خاک کردی گی اگر گردش دوران مجکو

وہ اوٹھائی ہین مزی ہجر صنم مین نواب
کہ نہین وصل کی خواہش شب ہجران مجکو

٩٣

جانتا ہون روز محشر سی بھی بڑہکر رات کو
پھر دعا مانگو نہین ای نواب کیونکر رات کو

دن سنا تھا حشر کا لیکن مری فریاد سی
تیری کوچی مین ہوا کرتا ہی محشر رات کو

کیا خبر تھی غیر آئی گا اسی حیلی سی صبح
ورنہ ہم خود ہی مٹاتی نقش بستر رات کو

ڈوب کر جب چاند نکلا تو مجہی یاد آگیا
ہای وہ آنا کسی کا روز چہپکر رات کو

دنکی آنی مین جو سو حیلی حوالی کرتی ہین
صبح تک اونسا ستمگر بھی منایا ہی کیا

آچکی وہ اپنی وعدی پر مقرر رات کو
مینی بھر خودکشی کھینچا جو خنجر رات کو

اونسی جب ہنسکر رقیبونکو دیی جام شراب
رہگئی حسرت سی ہم نواب رو کر رات کو

۹۴

مزہ کیا نیند آنیکا ہی ہمسی نیم جانون کو
الہی خواب راحت آئی اوسکی پاسبانون کو

جفا جو کچھ تو کم ہون ایسی روزِ بخت مین یارب
بنانا پھر نہ محشر مین مٹا کر آسمانون کو

کچھ اس لذت سی مین تڑپا دمِ آخر کہ برسون تک
رہی جن و ملک بھی پیٹتی سب اپنی جانون کو

ذرا نادانیان دیکھی کوئی ان چارہ سازون کی
مٹاتی ہین جگر سی اوسکی خنجر کی نشانون کو

قفس مین جب کبھی مرجائین ہم صیاد تو ظالم
تبرک جانکر رکھنا ہماری استخوانون کو

سوالِ وصل آیاہی کمالِ شوقسی لب تک
نکالو دیسی اسد یاد کرکی سب بہانون کو

برابر رات دن روتی ہین ہم پل بہت نہین جاتا
دیی ہین حق نی پتھر کی کلیجی نوحہ خوانون کو

جہان اوس حسنِ عالم سوز کا ہوتا ہی کچھ چرچا
گواہی کی لیی لاتی ہین میری استخوانون کو

عبث شیدا ہوی نواب تم پیرانہ سالی مین
سنا ہی عشق تو ہوتا ہی اکثر نوجوانون کو

۹۵

تا فرصتِ انتظار سی پھر عمر بھر نہو
قاصد وہ بھیجیی جسی اپنی خبر نہو

کیونکر کہون کہ لطف کبھی غیر پر نہو
ہو بھی تو گاہ گاہ مگر اسقدر نہو

جب وصل ہو نصیب کسی خستہ جان کو
اوس شب کی تا قیامت الٰہی سحر نہو

آئی نہ فرق سنگدلی مین تری کہین
نالی بھی سیکھیی وہ کہ جن مین اثر نہو

سنتی ہین خلد مین ہی بہت دیوے دم ہام آج　　بسمل کا تیری دہر سی عزمِ سفر نہو

رونیسی میری تیری اداؤنسی بزم مین　　کوئی نہین جو ہاتہون سی تہامی جگر نہو

افسوس اپنی جی سی بُہلائی کوئی سی تو　　جس دل کو تیری یاد مین اپنی خبر نہو

ساتون فلک کی ٹکڑی اوڑین تو اڑین مگر　　فریادِ غیر دل مین تری کارگر نہو

دل کو نہین قرار جو پہلو مین ایکدم　　پلٹا کہین اودہر سی مرا نامہ بر نہو

کیا سیر ہو جو غیر سی وعدہ ہو وصل کا　　ڈہونڈہی وہ صبح تک تجہی تو اپنی گہر نہو

جورِ و عتاب کیون نہین ہم پر ہزار بار　　لطف و کرم سی بہی جو اوسی درگذر نہو

مجکو ہی یاد وصل مین ڈر ڈر کی نازسی　　کہتا ترا کہ دیکہ کسیکو خبر نہو

سب لوگ جسکو داورِ محشر سمجہتی ہین　　مجکو یہ خوف ہی کہ وہی فتنہ گر نہو

ذوقِ تپش مین چین کہان دلکو چارہ گر
جبتک کہ سینی مین خلشِ نیشتر نہو

یارب مرا شریک ہو جس صدمی مین رقیب
اوس مین مزہ نہو جو مری جان پر نہو

رکھا ہی اوسنی سوگ عدو کا تو ہمنشین
اس ڈھب سی رویی کہ پلک تک بھی تر نہو

وہ دیکھتی ہین میٹھی نگاہونسی اور مین
ڈرتا ہون کوئی فتنہ تو مدِ نظر نہو

دشمن کہین نہ رشکِ شہادت سی جان دی
یون قتل ہون کہ قتل مرا مشتہر نہو

گھل گھل کی غیر کاہشِ غمسی مری اگر
تارِ نگاہ ہو مگر اوسکی کمر نہو

شہرت تمہاری جور و ستم کی ہو کسطرح
تشہیر میری لاش اگر دربدر نہو

نواب روزِ حشر خدا سی شکایتین
اتنا بھی کوئی عشقِ بتان مین نڈر نہو

یہی حیرت رہی گر جلوۂ قاتل سی خلقت کو
تو اوٹھی گا جنازہ اوسکی بسمل کا قیامت کو

نشانی ہی یہ اوسکی حسنِ عالم سوز کی ناصح
جگہ کیونکر نہ دون مثلِ نظر آنکھون مین حیرت کو

نہ تھی صبحِ ازل افسوس مجکو یہ خبر ہرگز
کہ میری ہی لیی پیدا کیا ہی شامِ فرقت کو

اداسی دونون زلفین کہول دینا دوپہر شش لہی
یہی تعزیر کافی ہی تری مجنونکی وحشت کو

ہزارون ایسی ہنگامی یہان ہر روز ہوتی ہین
قیامت سی بہلا تشبیہ کیا دون تیری قامت کو

نئی سر سی جی بروزِ حشر آئی دنیا مین
تو بدلون بختِ دشمن سی الٰہی اپنی قسمت کو

وفا کا ذکر کرتا ہی مری آگی اگر کوئی
تو کس کس یاس سی مین دیکھتا ہون اوسکی صورت کو

نگہ پڑتی ہی نواب اوس پری پر ہو گئی حیران
بڑی دعوی سی حضرت آج آتی تھی شکایت کو

۹۷

تجھسی دمِ عتاب وہ کیا ہمکلام ہو | جسکا ذرا سی تیوری بدلنی مین کام ہو
دنیا جو میری واسطی دار السلام ہو | جب بھی نہ مجھسی توبۂ شربِ مدام ہو
جو چاہی زخمِ دل کا مری التیام ہو | اوس چارہ گر کا کام الٰہی تمام ہو
یہ بھی نیا ستم ہی کہ عشاقِ نیمجان | بسمل تو ہون ادا سی محبت کا نام ہو
لوگونکو ہی ازل سی قیامت مین قیل و قال | تم آؤ نازسے تو یہ جھگڑا تمام ہو
لذت اوٹھائی ہجر مین ایسی کہ ہی دعا | تا صبحِ حشر بھی نہ جدائی کی شام ہو
واعظ بیان کرتا ہی حورونکی گرمیان | ایسی مین سیر ہو جو وہ گرمِ خرام ہو
اللہ جان اپنی تقاضی سے کیا بچی | جب روز اودھر سی اک نئی دلکا پیام ہو
دلکی دھڑکنی کی تو دوا تونی کی طبیب | دردِ جگر کی بھی تو ذرا روک تھام ہو

مجمع جہان بتونکا ہو محشر مین جا بجا
میری بھی حسرتونکا وہین ازدحام ہو

جب آی سشلّہ تونکا تجھی لطف محتسب
جسوقت اوسکی دست بلورین مین جام ہو

ایوب کو بھی رشک ہو وہ صبر مین کرون
جور و جفا کا تمکو اگر التزام ہو

خواب جانتی ہو قیامت کی شب جسے
ایسا نہو کہ وہ بھی جدائی کی شام ہو

۹۸

گر دل مین اپنی طاقتِ ضبطِ فغان نہو
عالم مین کچھ زمین سی تا آسمان نہو

ہر بات مین نکلتی ہین پہلو نئی نئی
سوچو تو کس طرح کوئی پھر بدگمان نہو

ہو قصرِ خلد بھی تو نہین قابلِ پسند
جس گھر مین دردِ دل سی کوئی نوحہ خوان نہو

کس چین سی پڑی ہین رہِ بت مین ای خدا
ہو حشر ساری خلق مین لیکن یہان نہو

الفت کی کیسی کیسی مین دعوی کیا کیئرون | در پی جو امتحان کی وہ بدگمان نہو

نواب رنج اوٹھای بہت اسکی دور مین
اب چلیی اوس جگہ کہ جہان آسمان نہو

نہ کیون سجدی کرون مین اپنی طالع کی رسائی کو | ٩٩ | کہ وہ بھی یاد کرکی روتی ہین میری جدائی کو
وہ ترکِ خانہ جنگ آتا ہی میری گھر صفائی کو | ذرا ای سخت جانی روک لینا میری آئی کو
چھپاؤ شوق سی تم رازِ الفت کچھ نہین پروا | خبر کر دینگی دونالی مری ساری خدائی کو
اگر منظور ہو خونِ دو عالم ایک غمزی مین | ہلا دینا ذرا تم ناز سے دستِ حنائی کو
غضب ہی پاون کہین اوسپر اعدا اتدن یا ناب | بنا ہو آستانہ جو ازل سی جبہہ سائی کو
کدورت غیر سی ہوتی ہی تو مجھکو مناتی ہو | بس اب رہنی دو تم اپنی لیی اپنی صفائی کو

مٹا دی تو الٰہی نام تک بھی سخت جانی کا — نہو تکلیف وقت ذبح تا اوسکی کلائی کو

شب فرقت تڑپ کر جان بھی دونگا تو کیا ہوگا — لگین گی چار چاند اس بات سی کج آشنائی کو

وفا پر تو ہماری اک زمانہ نام رکھتا ہی — نہین کہتا کوئی کچھ ہای اوسکی بیوفائی کو

مٹائی یاس نی افسوس آج امیدواری بھی — گئی تھی اوسکی در پر خوب قسمت آزمائی کو

جوانی ہو چکی نواب آیا وقت پیری کا
خدا سی ڈرکی اب بھی ترک کر زہد ریائی کو

١٠٠

غرض کیا ہی کیون ساری محفل کو دیکھو — تمہین دل کا لینا ہی تو دل کو دیکھو

نہین دیتی گر خونبہا تو ادا سے — کوئی آن تو اپنے بسمل کو دیکھو

کبھی دیکھتی ہو عبث چارہ سازو — ذرا میری آنکھون سی قاتل کو دیکھو

نہین دیکھتی اوسکو گر خوف سی تم
تو حسرت سی پھر اوسکی بسمل کو دیکھو

تباہی کو مجنون کی کیا دیکھتے ہو
ذرا جا کی لیلی کی محمل کو دیکھو

جو بھیجا ہی قاصد تو نواب سون
اوٹھو اور رو رو کی منزل کو دیکھو

۱۰۱

تجھی بھی تو بھلا دریافت کچھ حالِ ستمگر ہو
الٰہی ہاتھ مین اوسکی قیامت مین بھی خنجر ہو

صفا سی مین بناؤن آئینہ دل کو کہ وصلت مین
دمِ شرم و حیا میری بغل مین تیرا مسہر ہو

رہا ہو جو فقط دل کی تڑپ سی عمر بھر بسمل
بھلا پھر زیرِ خنجر چین اوسکو ہو تو کیونکر ہو

ہوا ہی وصل کا وعدہ جو فردای قیامت کو
تو فرقت کی لیی بھی ایکدن ظالم مقرر ہو

تماشا ہی کہ سہوِ کلکِ قدرت و خلقت کی
کسیکا گیسوی پیچان نہو میرا مقدر ہو

بُرا ہی حال بیمارِ الم کا دردِ فرقت سی	الہی یہ بھی اچھا ہی کہین اس شب کی سحر ہو
جفائین بیحساب اور اتنی سی مہلت یہ کیا ہوگا	تظلم کی لیی میری خدایا روزِ محشر ہو
اگر آہِ رسا کا کچھ بھی نامی مین لکھون مضمون	تو فرقِ عرش پر سایہ فگن بالِ کبوتر ہو
قیامت آی لاکھون مرتبہ دنیا مین تو شاید	زمانی کی نظر مین تیری ہی قامت کی برابر ہو
جو کہتا ہون کہ جینا منحصر ہی وصل پر تیری	تو کیسی ناز سی کہتی ہین پھر یہ تو کہیو مکرر ہو

مزہ کیا ہی قدح نوشی کا ای نواب گھر بیٹھی
یہ کارِ خیر مسجد مین کبھی بالای منبر ہو

ردیفِ ہای ہوز

آجای گا وہ بت جو مری نامہ کی ساتہ	۱۰۲	چُہلین کرونگا مین بھی قضا و قدر کی ساتہ

کچھ کم نہین ہی نوکِ مژہ زخم کی لیی
دلکو عبث ہی لاگ سرِ نشتر کی ساتھ

روتی ہی روتی ہجر مین راتین ہوئین بسر
دم کیون نکلگیا نہ فغانِ سحر کی ساتھ

ایسی ہی خونفشان ہین یہ آنکھین تو ایکدن
نکلین گی لگکی ٹکڑی بھی لختِ جگر کی ساتھ

کیا جانی نامہ برنی مری مجھسی کیا کہا
پہلو مین دل اوچھلنی لگا کیون خبر کی ساتھ

مین تو ہزار بار کہون اپنی دلکا حال
لیکن رقیب رہتی ہین اوس فتنہ گر کی ساتھ

شوخی نگاہِ ناز کی کم تھی جو ای فلک
لاکھون بلائین لپٹی ہین اوسکی نظر کی ساتھ

فرقت کی شب ہجومِ خموشی سی ہمدمو
معدوم ہوگئی تھی دعا بھی اثر کی ساتھ

نواب عشق دشمنِ جانِ حزین تو ہی
پر کیا کرون کہ دل بھی ہی آخر بشر کی ساتھ

افسوس رات دن ہی یہ رنج و محن کی سات　　گر دشمین ہی نصیب بھی چرخ کہن کی سات

نقصان تہا نہ تیری خدائی مین ای خدا　　ملتا جو رحم کچہ بھی بتون کو برہمن کی سات

لی بہاگین وحشتین نہ کہین میری لاش کو　　پہنا و بیڑیان ہی عزیزو کفن کی سات

مشاطہ شانہ دیکہکی کرنا کہ زلف مین　　وابستہ سیکڑونکی ہین دل ہر شکن کی سات

دن حشر کا ہوا تو گواہی کے واسطی　　لائی جہان کو مری بیت الحزن کی سات

وحدت پسند تہی جو خدا کو تو اسلیے　　کی محو اوس صنم کی کمر بہی دہن کی سات

باتین تو مجہسی کرتی تہی وہ پر رقیب سی　　کیا کیا اشاری بوسونکی تہی ہر سخن کی سات

میری ہی دل مین غیر کی دسی ہیگا خوش　　پیکان کو تیری ربط ہی زخم کہن کی سات

شیرین کی حسرتین تو عدم مین ہین غمگسار　　مانا کہ اور کوئی نہین کوہکن کی سات

کیونکر نہ پاؤن کہونمین سپر کہ آج تو
پہنچی ہین بیڑیان بھی کسی کی رسن کی ساتھ

آئی خزان تو کیون نہین گلشن مین چہچہے
کیا اوڑ گئی ہزار بھی رنگِ چمن کی ساتھ

اس سی نہین ہی بحث کہ دشمن ہی وہان
مجکو فقط ہی انس تری انجمن کی ساتھ

نواب عاشقونمین ہی کس نوک کا جوان
جاتا تھا قتلگاہ مین بھی بانکپن کی ساتھ

۱۰۴

دل اور تڑپتا ہی تو مرہم سی زیادہ
ہوتا ہی مجھی صدمہ ترحم سی زیادہ

اوس وقت کرون سجدہ سرِ طور کہ دیکھون
شوخی مین تجلی کو تبسم سے زیادہ

سرخی مین سر انگشت ہی یاقوت سے بڑھکر
نرمی مین کفِ دست ہی قاقم سی زیادہ

آجای جو ایک آن کو وہ شوخ عزا مین
ہو جای سوم بھی مجھی چہلم سی زیادہ

باتین نکروا وس سی مری نزع مین مجکو
چپ رہنا ہی اوسکا ہی تکلم سی زیادہ

ق
ہنسنا وہ تمہارا ہی کہ اغیار مین بھی ہی
رونا وہ مرا ہی جو ہی قلزم سی زیادہ

اب تم ہی بتاؤ تمہین خالق کی قسم ہی
تم مجھسی زیادہ ہو کہ مین تم سے زیادہ

ایسا ہون تنک حوصلہ فرقتمین کہ ساقی
اک جام بھی مجکو ہی کہین خم سی زیادہ

فریاد نکر داورِ محشر سے کہ نواب
ہی لطف خموشی مین تظلم سی زیادہ

١٠٥
پہلی تو میری چشمِ ترکو دیکھ
پھر ذرا اپنی بھی نظر کو دیکھ

پوچھتا کیون ہی مشہدِ عشاق
اپنی کوچی کو اپنی در کو دیکھ

پڑگیا رعشہ دستِ قاتل مین
اضطرابِ دل و جگر کو دیکھ

خانہ ویرانیونکی سیر اگر
دیکھنا ہو تو میری گھر کو دیکھ

ضعف پر میری ہنس نہ او کافر
اک ذرا اپنی بھی کمر کو دیکھ

تجکو غرہ بہت ہی روزِ جزا
آگئی اک دن مری سحر کو دیکھ

تو تو اک آہ سی ہوا بیچین
ہای نواب کی جگر کو دیکھ

ردیف یای تحتانی

١٠٦
خدا کا سامنا ہی پرسشِ جرمِ محبت ہے
ادا سی اس گھڑی بھی تم نہ آؤ تو قیامت ہے

کچھ اندوہِ جدائی اور کچھ وصلت کی حسرت ہے
خدا حافظ ہی نبض اب آج پہلا روزِ فرقت ہے

لکھا ہی غمِ زِ دل سی لوح پر جبریل نی جو کچھ
تری تختی کا ای ظالم وہ مضمونِ صباحت ہے

جو روٹھون تو مناتی ہین بجاؤن تو بلاتی ہین
مگر ڈھب پر نہین آتی ہین یہ کیسی مصیبت ہے

وہ شکلین پیاری ہین جنسی میری بن پڑی صاحب
چڑاتی کیون ہو منہ یہ تو بگڑ جانیکی صورت ہے

ہوئی بیچین ایسی میری مرقد پر بول اوٹھے
ذرا پوچھو تو یہ کس کشتۂ حسرت کی تربت ہے

کہین نہ زخمونکو چھیڑین ناخنونسی ہمدمِ بسمل
ابھی تو موت سی ای چارہ گر دم بھر کی مہلت ہے

نہین ہی قدر تمکو پر وہ دل ہی میری پہلو مین
کہ جسکا دیکھ لینا عاشقونکو اک زیارت ہے

ملی گر خالقِ ہستی مجھی تو اوس سی مین پوچھون
کہ چاہت سی بھی بڑھکر کوئی دنیا مین مصیبت ہے

نہ عاشق ہوتی نواب اوس پری پر تو یہ کچھ ہوتا
جو دل خود دیچکی پھر بخت بد کی کیون شکایت ہے

١٠٧
شب ہجران اگر آخر ہوئی تو روزِ فرقت ہے
غرض چاہت مین تیری رات دن مجھپر مصیبت ہے

نہ آؤ بس مین میری تم نہ آؤ کچھ نہین پروا
اگر قابو نہین تمپر مجھی پر تو قدرت ہے

دمِ غیظ و غضب ناصح ذرا تو ہی اوسی سمجھا
جواب اوس تندخو کو دون بھلا میری یہ طاقت ہے

سنا ہی ذکر پر میری وہ رہ جاتی ہین چپ ہوکے
برا تو کچھ نہین کہتی چلو یہ بھی غنیمت ہے

عدم مین کیا خطا سرزد ہوئی جسکی عوض یارب
ازل سی آجتک دنیا مین مجھپر روز آفت ہے

ذرا سی بات پر مرجاتی ہین دم بھر مین حسرت سے
سمجھ کہو اسی تم عاشقونکی یہ بھی عادت ہے

تصور بند ہوگیا کیا زاہدونکو تیری قامت کا
جو ہر دم مسجدون مین شور تکبیر و اقامت ہے

بلائین ہجر کی ہر دم اوسی پر آتی ہین یارب
شبِ وصل صنم کی جسکو اک مدت سی حسرت ہے

تڑپ سی اسکی عالم ہو گیا ہی درہم و برہم
تری پہلو مین ای نواب دل ہی یا قیامت ہے

گجر بجتا ہی شب آخر ہوی اب وقت رخصت ہے
صدا مرغ سحر کی مجکو بانگ کوس رحلت ہے

گئی وہ دن کہ جھمگھٹ رہتی تھی ہر وقت پریونکے
ہجوم بیکسی سی اب تو ہم ہین اور فرقت ہے

مت اونکی اولٹی ہی اسواسطی لب پر دم بسمل
بظاہر تو نہین ہی دلمین پر شوق شہادت ہے

دکھا کر آئینہ مجکو وہ کہتی ہین ظ افت سے
اسی منہ پر تمہین کیا خوب دعوای محبت ہے

برا ہوتا ہی جو خط محو کر دیتی ہین سب اوسکو
مٹائی سی نہین مٹتا وہ میرا نقش قسمت ہے

ترا نقشہ ازل مین حسن نی دیکھا وہ پکار اوٹھا
یہ آفت ہی یہ آفت ہی یہ آفت ہی یہ آفت ہے

اگر نامہ ہو تو دینی مین اوسکی خوف ہو تجکو
فقط اک بات کہدینی مین قاصد کیا قباحت ہے

یہ کس کافر نی ٹھوکر سی مجھی ن کیا آب
کہ عیسی کو بھی جسکی دیکھنی سی اک خجالت ہے

بھلا نواب حال دل کہون کسطرح مین اونسی

وہان تو سیدہی باتو منین ہی دم اک عمر سے

109 ملی گی سیل خون عرش برین سے — ٹپکتا ہی یہ میری آستین سے

نزاکت گر یہی ہی تو فرشتی — اوتر جائینگی دوش نازنین سے

لیی جاتا ہی پھر اوس بزم مین شوق — ابھی مین اوٹھکی آیا ہون وہین سے

نہین ہی خلد مین تو دل لگی گو — ترا غم لیتی جائینگی یہین سے

الٰہی ایسی بھی دنیا مین ہونگی — پسینا جنکا وہ پوچھی جبین سے

نہین ہم قابل الفت تو شاید — ملایک آئینگی عرش برین سے

گئی وہ غیر کی گھر ہمنشینو — قیامت کو بلا لاؤ کہین سے

رہا غش وصل مین خوشبو سی اسکی — مجھی شکوہ ہی زلف عنبرین سے

151

یہ کیسی موت ہی جو حضرتِ عیسیٰ سے
خجل ہین مری وقتِ واپسین سے

نہین ہی غیر تو ضد سی ہماری
وہ ہنستی ہین ہمارے ہمنشین سے

یہ کون آیا کہ جسکی بیٹھتی ہی
اوٹھی ہین سیکڑون فتنی کمین سے

قیامت ہی تری صدقی مصیبت
مجھی کو مانگ رب العالمین سے

تمہین دیکھا ہی جبسی غیر کی ساتھ
بڑھا ہی وہم کا رتبہ یقین سے

کھلا جاتا ہی رازِ وصلِ دشمن
تری اس شرم آلودہ نہین سے

نصیبونکی خرابی عشق مین ہے
عیان ہی یہ تری چین جبین سے

ہماری خاک جب تربت مین ہوگی
محبت ہوگی پیدا اوس زمین سے

غضب حسرت بھری ہی اسی ظالم
ذرا اپنی نگاہِ واپسین سے

نہین اسکو لحاظِ دشمن و دوست
حذر کر تو بھی آہِ آتشین سے

ہمین کو قتل کرنا مسکرا کر
پھر اولٹا اوسکا شکوہ بھی ہمین سے

وہی ہی آہ میری جو فلک پر
بڑہی ہی دو قدم روح الامین سے

نہ نکلا دم دمِ بسمل تو نواب
ہوئی دل کو تسلی آفرین سے

١١٠

تم عبث پوچھتی ہو مجھسے حقیقت میری
سب مرا حال کہی دیتی ہی صورت میری

موت کرتی ہی شب ہجر عیادت میری
دو پہ پہنچی ہی تری عشق مین شہرت میری

اشک کیونکر نہ کرین روز زیارت میری
کہ پسند آئی مری یار کو رقت میری

تا نہ مغرور ہو نہین تذکرہ اپنا سنکر
غیر سی بھی نہین کرتی وہ شکایت میری

١٥٢

مختصر بات کو کیون دیتی ہو تم اتنا طول
نہین کچہ زلف سی بڑہکر شب فرقت میری

ابہی کچہ قدر نہین اسکی مگر میری بعد
یاد آئی گی بہت تمکو محبت میری

تم نہ آؤ گی تو کیا کوئی نہ پوچہیگا مجہی
خاک اوڑانی کی لیی آی گی وحشت میری

مجہسی نفرت ہی تمہین یہ تو بری بات نہین
چاہتا ہون مین تمہین واہ ری ہمت میری

تم مری غیر کی جہگڑی مین عبث بول اوٹہی
دیکہ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری

بی نیازی کا ہی احسان کہ اب سو با آ
بی سبب ہوتی ہی ہر روز عیادت میری

یہ نیا ظلم ہی الفت کا چہپاتی ہین مزہ
جبکہ ہو جاتی ہی غم کہانی کی عادت میری

ہونگی آنکہین تو مری وصل مین محو دید آ
اوسکہری کونسا گہر ڈہونڈہیگی رقت میری

جیتی جی بات نپوچہی کبہی اب میری بعد
پوچہتی پہرتی ہین ہر ایک سی تربت میری

غیر کی دلمین بھی ظالم کبھی جا رہتا ہی
ہای غم بھی نہین کرتا ہی فاقت میری

کس جفاجو کا ہی یہ ظلم کہ اک عالم کو
لاکہ عیشون سی پسند آئی مصیبت میری

مرضِ عشق مین ایسا تو نتہا حال کبھی
بی طرح بگڑی ہی اِن روزون طبیعت میری

گہر مین آئی بھی مری تو نہ مجھی پہچانا
ہای کیون بدلی او نہین دیکھیگی رنگت میری

تم مخاطب نہو اغیار سی مطلب تو یہ ہی
بزم مین مجھسی کہی جاؤ سکایت میری

جان کر مجکو خفا لیٹی وہ مجھسی نواب
آج مشاطہ بنی وصل مین حیرت میری

۱۱۱

ہماری حال کی اونکو اگر خبر ہوتی
تو رنج مین بھی عجب عیش سی بسر ہوتی

نہین ہی رات جدائی کی حشر کا دن ہی
جو ہوتی شب تو کبھی اسکی بھی سحر ہوتی

عدم کی شکل بناتا اگر یہان صانع / تو ہوتی صبر مرا یا تری کمر ہوتی

امید وصل مین دو چار دن گذر جاتی / بنائی کوئی تو بات ایسی نامہ بر ہوتی

مزی کی وصل مین کوئی تو بات ہاتہ آتی / دہن تہا تو تری جسم مین کمر ہوتی

نظر لگی ہی عدو کی وصال کو ای کاش / ہماری شومی تقدیر پر نظر ہوتی

سمجہتی ہم رگ جان نیشتر کو ای نواب / خلش جو اسکی کبہی تا دل و جگر ہوتی

۱۱۲

ای پری دی تو ذرا نازسی اک جام مجہی / کہ سمجہتی ہین بہت نیک می آشام مجہی

ڈگمگاتا ہی قدم نشۂ می مین زاہد / ایسی مستی مین ذرا بہر خدا تہام مجہی

کہتی ہو جاو رقیبونکی یہان سی جو تو / کام ہی تمسی کسی اور سی کیا کام مجہی

کونسی دن غم فرقت سی جدائی ہوگی — ہجر مین فکر یہی ہی سحر و شام مجھے

یہی اندیشہ ہی اب کون مریگا تجھپر — مرگئی پر بھی نہین گور مین آرام مجھے

رشک سی جان بھی دی مرگ عدو پر مینی — دیکھون اب دیتی ہین وہ کونسا الزام مجھے

حشر مین بھی یہی خالق سی دعا مانگونگا — خلد زاہد کو ملی بادۂ گلفام مجھے

شہرۂ حسن بڑہیگا جو یہان شوق بڑہا — کیون نہین بھیجتی ہو نامہ و پیغام مجھے

طالع خفتہ کو سو بار جگاؤن تو آ
چین لینی دی اگر گردش ایام مجھے

١١٣

بوالہوس کہتی ہین گاہی کبھی خود کام مجھے — الغرض کرتی ہین ہر طرح وہ بدنام مجھے

لاکھون ہجر انکی شب و روز دکھائی گردون — وصل کی بھی تو دکھاوی سحر و شام مجھے

دل دیا تھا او نہین اب اوسکی عوض مین ہمکو | گالیان دیتی ہین ملتا ہی یہ انعام مجھے

آجتک میری طعنونسی نہ پی تھی واعظ | اوسنی منگوائی ہی لی اتو بہلا تہام مجھے

کیسی کیسی تری صلت مین ہی لعن تو مین | زن رہنی دی اگر لذت دشنام مجھے

مین بھی پی لونگا جو جھوٹی مری پی لی ہی شراب | دی ہی دینگی وہ کبھی بوسہ بہ پیغام مجھے

تیری کوچی سی لیی جاتی ہین میرا تابوت | دیکہ لی تو بھی ذرا آکی لب بام مجھے

تمتو آغاز مین نواب بہت خوش ہو مگر
بد نظر آتا ہی اس عشق کا انجام مجھے

١١٤

منظور ہو کبھی جو مرا امتحان تجھے | وہ رنگ لاون جسکا نہو کچھ گمان تجھے

لی نامہ بر مگر نہ صاف کر ذرا | کیونکر بتاون رشک سی اوسکا نشان تجھے

فرقت مین کچھ پتا نہین ملتا ہی صبح کا ۔ کیا ہو گیا ہی آجکی شب آسمان تجھے

دل مین تو غم ہی اور جگہ احتمالِ غیر ۔ تو ہی بتا کہ ڈھونڈہنی جاؤن کہان تجھے

اوٹھی نہ حشر تک کبھی اوس رہگذر سی ہم ۔ مستِ خرام ناز سی دیکھا جہان تجھے

رسوائیونکا خوف ہی در پر تو گھر مین غیر ۔ مین اپنا حالِ زار سناؤن کہان تجھے

بدلا تری ستم کا یہان تو نہین ہی کچھ ۔ معلوم ہوگا اسکا نتیجہ وہان تجھے

آئی ندا کی گھر سی بھی ناکامیون کی ساتھ ۔ در پر مین کسکی بھیجون بھلا اب فغان تجھے

اول تری جفا سی وہی حناک ہو گئی ۔ جو لوگ جانتی تھی بہت مہربان تجھے

تعریف کرکی شرم و حیا کی شبِ وصال ۔ مینی بنا دیا ہی ترا پاسبان تجھے

روتا ہون مین تو ہنستی ہین چپ ہون تو کہتی ہین ۔ کسنی سکھا دیا ہی یہ ضبطِ فغان تجھے

بلبل کو عشقِ گل مین پریشان دیکھکر — آیا ہی رحم بھی کبھی ای باغبان تجھے

ایدل یہ کیا ہوا کہ وہ کرتا نہین جفا — دو دن کا جانتا ہی مگر میہمان تجھے

نواب کی تو حال سی واقف نہین مگر
مدت سی چاہتا ہی کوئی میرجان تجھے

115

افشان چمک کی زلفِ دوتاہی مین رہگئی — کچھ روشنی سی ہو کی سیاہی مین رہگئی

سمجھونگا تجھسی روزِ قیامت مین انجیون — گر کوئی بات میری تباہی مین رہگئی

آئین ہزار ہا شبِ ہجران مین آفتین — پر صبح اوسکی علمِ الٰہی مین رہگئی

افسوس روزِ حشر ہوا اوسگھڑی تمام — جب تھوڑی دیر میری گواہی مین رہگئی

آہی چکی تھی اوسکی ادا سی بلا مگر — کچھ شرم کھا کی شوخ نگاہی مین رہگئی

تو اب اپنی دلکو مین کیونکر نکالتا
کنگھی اولجہ کی زلف رسا ہی مین رہگئی

١١٦
کیا ہی اشک کو پیدا جو چشم تر کی لیی — تو دی اجازت الہی ذرا اثر کی لیی
شب فراق مین انصاف تو ہی کر اے چرخ — دعائین کوئی کہانتک کری سحر کی لیی
تری گلی مین عدو نی جو ہاتہ ڈالی ہین — دہڑک رہا ہی مرا دل تری کمر کی لیی
یہ سوچ کر کہ ان آنکہونسی دیکہا ہوگا اوسی — لیی جو بوسی بہی تو چشم نامہ بر کی لیی
دل مریض تجہی مرگ نو مبارک ہو — کہ اوسنی غیر کو بہیجا تری خبر کی لیی
تمہین خدا کی قسم ہی مرا ہی دل لینا — جو احتیاج ہو تعویذ کی نظر کی لیی
عدم کو غم ہی ترا ساتہ لیتی جائنگی — کہ زاد راہ بہی کچہ چاہیی سفر کی لیی

خدا سی کوئی یہ پوچھی کہ ماورائی فراق
بنا ہی وصل صنم بھی کسی بشر کی لیی

نہین کچھ اور سبب اضطراب کا صاد
تڑپ ہی دلکو فقط نوکِ نیشتر کی لیی

دیا ہی عشقِ بتان عاشقونکو گریا ز
ذرا سا ضبط بھی دی آہ بی اثر کی لیی

جفا سی تیری یہ عالم تو بنگیا مدفن
زمین کوئی نہ ڈھونڈہ رہگذر کی لیی

خدا ہی جانی یہ کیا بھید ہی کہ عالم مین
خرامِ ناز ہی تجھسی ہی فتنہ گر کی لیی

یہ کسکا زخم ہی یارب کہ مینی تڑپنی و قت
تڑپ کی سیکڑون لوہی دل و جگر کی لیی

اجل سی کہدو خبر لی کہ آج دشمن کو
سنا ہی بھیجتی ہین وہ مری خبر کی لیی

پھڑک گیا مین کہ عین نماز مین نواب
عجب مزی سی قدم تونی ناز کی لیی

۱۱۷

غیر پر جب سی مہربانی ہی — مجکو دشوار زندگانی ہی

مرکی دنیا مین بی نشان ہونا — عشق کی یہ بھی اک نشانی ہی

ہی وہان خوابِ ناز اور یہان — وہی غم ہی وہی کہانی ہی

رشک سی تو بچی بلا سی اگر — درد کو دل کی پاسبانی ہی

کسکو خواہش ہو حور و غلمان کی — غم ترا اب تو یارِ جانی ہی

مرگیا جو وہ غمسی چھوٹ گیا — موت بھی عیشِ جاودانی ہی

میری تربت کو دیکھکر بولی — یہ بھی اپنی ہی اک نشانی ہی

کون پوچھی گا ہمکو پیری مین — گرچہ ہی رنگِ نوجوانی ہی

غیر سی ربط ہی مری ضد سی — یہ نئی طرزِ مہربانی ہی

مرتی ہی موت تیری کشتونپر
اس لیے رنج زندگانی ہی

آینہ دیکھکر بنی تصویر
پر وہی اب بھی لن ترانی ہی

ہم کہان صدئہ فراق کہان
یہ بھی اک امرِ ناگہانی ہی

رکہ لون سر پرکہ پای وحشت نی
اوسکی کوچی کی خاک چہانی ہی

کسکو چاہون بہلا مین ای نواب
کون دنیا مین اوسکا ثانی ہی

۱۱۸

عشق مین کسکی یہ رسوائی ہی
جسکی اک خلق تماشائی ہی

بس کی پہولونمین جو آج آئی ہی
کسکا پیغام صبا لائی ہی

ایسی حورونکو ہمین سی ہی سلام
جنکا واعظ بھی تمنائی ہی

منہ نہ پردی مین چہپاؤ ہمسی — اسمین سو طرح کی رسوائی ہی

تو ہی آجا مری گہر مین ای موت — آج کی شب شب تنہائی ہی

صورت آینہ ہمسی اونسی — دیکہہ لینی کی شناسائی ہی

موت کی فکر یہان اور وہان — اوسکو دعوای مسیحائی ہی

جانکر مجکو بنی ہین نادان — یہ بہی اک طرح کی دانائی ہی

دوست بنتی نہین دشمن ہی ہنو — اسمین تو کچہ نہین سوائی ہی

دل چہپائینگی عدم مین کہ یہان — ہر جگہ وہ بت ہرجائی ہی

تم نہ سیکہو مری وحشت کی چلن — اسمین تو مجکو ہی یکتائی ہی

الغیاث ای ستم یار کہ پہر — دل کو دعوای شکیبائی ہی

نہ قسم کہا مری سر کی کہ یہان
بدنصیبی نے قسم کہائی ہی

ہو چکا صبر ہمارے دل کو
گر یہی آپ کی رعنائی ہی

جسکو کہتا ہی زمانہ نواب
وہ بھی اک آپکا شیدائی ہی

۱۱۹ سینی مین داغ خار رگِ جان مین رکہ لیی
چن چن کی سب نے دلِ سوزان مین رکہ لیی

بلبل چمن مین روئی تو اوسنی مزا سی
تہوڑی سی پہول توڑ کی دامان مین رکہ لیی

دامن پہٹا جو کاٹہو نسی تو دستِ شوق نی
جو تار بچ رہی وہ گریبان مین رکہ لیی

اب کون اوٹہای ظلم کہ تو نی ستم شعار
عالم کی دل تو زلفِ پریشان مین رکہ لیی

لاتا تھا تیری پاس فرشتون نی حشر مین
اعمال میری جہین کی میزان مین رکہ لیی

تسکین دل کو جب نہوئی خم سی تو پھیر — نشتر کی ٹکڑی سینی نمکدان مین کیی
تو چین کر رقیب کہ مئی فراق مین — ارمان ساری خاطر ویران مین کیی

گر کچہ مزہ نہین ہی تو نواب تمنی کیون
دنیا کی درد سینۂ سوزان مین کیی

۱۳۰

کچہ نہین اب صرف حسرت رہگئی — یہ بھی اک تیری بدولت رہگئی
مٹ گئی ہم راہ مین اوسکی مگر — ٹھوکرین کہانی کو تربت رہگئی
غم یہ کسکا ہی کہ بعد مرگ بھی — دل مین غم کہانی کی حسرت رہگئی
سب نی پایا سب پہ اک میری لیی — ساری عالم کی مصیبت رہگئی
ایسی لذت سی تڑپ کر جان دی — جسکی دنیا مین حکایت رہگئی

ملکر اوس سی اور سب شکوی گئی
اک نہ ملنی کی شکایت رہگئی

آتی آتی پھر گیا مسجد سی وہ
واعظونکی آج عزت رہگئی

میری ناکامی کو روزِ وصل کیون
جسمِ نازک مین نزاکت رہگئی

جان کو رو دونگا تیری ای فلک
ہجر مین گر کوئی آفت رہگئی

پند واعظ آپکی سننی نہتی
ہمسی بھی حضرت سلامت رہگئی

وصل کی شب کچہ نہین باتین ہوئین
رہگئی تو صرف حیرت رہگئی

خاک تھی پہلی ہی سی نواب ہم
اوسکی دل مین کیون کدورت رہگئی

١٢١

شبِ فرقت مین تھی تاریکی
شکل سوجھی نہ رستگاری کی

بات کر نزع مین کہ رہ جای
بات دنیا مین غمگساری کی

وہ بگڑ کر اوٹھا جو پہلوسی
بن پڑی خوب بیقراری کی

عشق ظاہر ہی کر چکا تھا دل
تیری زلفون نی رازداری کی

ہونگی ای رگ تجھسی روز حساب
پرسشین میری دم شماری کی

بوسی کی بدلی دیتی ہین دشنام
یہ سزا ہی امیدواری کی

خاکِ دشمن کی واسطی ہمنی
آنکھونسی سیلِ اشک جاری کی

صبح تک ہمنی اوسکی دہوکی مین
غیر کی ساتہ بادہ خواری کی

جان نکلی مگر نہ نکلی حیف
کوئی تدبیر رستگاری کی

روتی ہو کیون کہ میری ماتم مین
طرز ہی اور سوگواری کی

چوٹین گہری پڑین مگر نہ گئین
حسرتین دلسی زخمِ کاری کی

مرگیا مین تو میری تربت پر
خوب حسرت نی اشکباری کی

دشمنونسی بھی دشمنی نکری
ہی یہی شرط دوستداری کی

اوسکی غمزون نی ایک بھی نہ سنی
ہمنی ہرچند آہ و زاری کی

زخمِ دل کی مری فرشتون نی
نوکِ مژگان سی بخیہ کاری کی

رونی پر ہمکو تھا بہت تکیہ
اوسنی بھی کچھ نہ سازگاری کی

مرکی اوٹھی نہ تیری کوچی سی
خاک ہوکر بھی خاکساری کی

پھر گئی مردنی مگر افسوس
شکل بدلی نہ شرمساری کی

مست بنکر گلی کہی نواب

خوب ہی تمنی ہوشیاری کی

کیون یہ ہر وقت جان کہوناہی	۱۲۲	وہی ہوگا جو کچھ کہ ہوناہے
بوسہ دینا کفِ حنائی پر		خون مین اپنی ہاتہ دہوناہے
پہلی روتی تہی جان کو لیکن		ابتو آنکہون کا اپنی روناہے
جاگ لی زندگی مین جی بہر کر		آخر اک دن تو خوب سوناہے
خاک و خونمین پڑی ہین ہم سرِ راہ		اب یہی اوڑہنا بچہوناہے

بولی وہ میری شعر پر نوّاب

کوئی جادو ہی یہ کہ ٹوناہے

نادان بنی بیٹہی ہین پہلو مین ہماری	۱۲۳	آہی گئی اغیار بہی قابو مین ہماری

دل لینی مین یہ بوالہوسی جو تول دین
ہمشکل اسی دل کا ہی پہلو مین تمہاری

مضمون نہین یہ مری طالع کا تو پھر کیون
بل پڑ گئی ہین سیکڑون گیسو مین تمہاری

کیا چال خدا جانی چلی تم جو ازل مین
سب فتنی چھپی گوشۂ ابرو مین تمہاری

سر رکہتی ہی آجای اجل کو بہی شکر خواب
نرمی وہ قیامت کی ہی زانو مین تمہاری

کیا لینگی شبِ وصل رکاوٹ کی ادا ہم
ہیری کی کنی وہ جو ہی جگنو مین تمہاری

ساغر جو نہین تو نہو شیشہ تو اٹہا لو
پی لونگا شراب آج مین چلو مین تمہاری

بسمل کی تڑپ پر نہین الزام ذرا بھی
طاقت نہین خود ساعد و بازو مین تمہاری

کیا جانین لہو دل کہ جگر کا ہی یہ آب
سرخی کا ہی ڈورا مگر آنسو مین تمہاری

١٢٤

ارمان لیی جاتی ہین ہم تیری گلی سی — تا بہلی ذرا دل غمِ فرقت مین اسی سی

مشکل تو یہی ہو گئی اغیار مین مجکو — عاشق ہین مری کہدیا تمنی تو ہنسی سی

رگ رگ سی مری جان بھی نکلی تو نہ نکلی — پیکان ترا صورتِ ارمان مری جی سی

بیوجہ یہ ہر دم کرم و لطف ہین جس پر — ہر روز کی ہو رنجشِ بیجا بھی اوسی سی

گالی ہی رہی میری لیی دل مین امانت — غمزی تو کیا کرتی ہو تم روز سبہی سی

بسمل جو یہان ہین تو وہان زندۂ جاوید — کیا خلد کو نسبت ہی بہلا تیری گلی سی

دیکھا سرِ پستان کو تو یہ بہتی نئی سوجھی — سوسن ہوی پیدا یہ چنبیلی کی کلی سی

مین کیا ہون زمانی کا بگڑ جائیگا نقشہ — امید تھی پہلی ہی تری فتنہ گری سی

قوت رہیگی ہاتہ مین کبتک کہ الہی — ٹکڑی ہوی دل لگی تو مری سینہ زنی سی

کیا کوئی رفاقت کری میری کہ یہان تو
گھبراتا ہی دل تک بھی مری ہمنفسی سی

کیونکر نہ شکایت ہو مجہی دل سی کہ اسنی
حسرت کا کیا خون شہادت طلبی سی

جو تشنۂ دیدار ہین اوس شوخ کی یا رب
پھڑکین لب کوثر نہ وہ کیون تشنہ لبی سی

ہوتا نہ حیا پر شب وصل اونکو بھروسا
واقف وہ اگر ہوتی مری بی ادبی سی

تم قتل کو آج آئی ہو جسدن سی خفا تھی
سمجھا تھا اس انداز کو مین غضب جہبی سی

اوس بزم مین تجہسی بھی رقابت نہ ہوئی صبح
ساتہ اپنی تجہی مین نہین لاتا تہا سی

چپ ہون مین تحیر سی تو وہ شرم سی خاموش
آگاہ نہ مین ہون نہ وہ ہی راز دلی سی

خورشید نی آغوش مین کہینچا ہی زحل کو
ہوتا ہی یہ وشن تری مسی کی دہڑی سی

کہینچی تو مگر ضعف سی لب تک کبہی آئی نہ
شرمندہ ہون کس درجہ مین آہ سحری سی

وصل اوسکا کہان اور کہان خاطرِ ناشاد
تھی یہ بھی تمنا فقط اک بوالہوسی سی

دیکھا تھا کبھی خستہ جگر اور بھی اپنا
پوچھی تو یہ کوئی مری زخمِ جگری سی

دعوی تھا بہت صبر کا نواب تمہین تو
گھبرا گئی دو غمزونمین تو تم تو ابھی سی

نکالون ہجر مین کیا مشغلہ زبان کی لیی ۱۲۵
کہ مینی آہ تو رکھی ہی آسمان کی لیی

یہ کیا ستم ہی کہ خاطر سی غیر کی اوسنی
کیا جو لطف بھی مجھپر تو امتحان کی لیی

کچہ ایسا شورِ عزا تھا کہ صورِ محشر نی
عدم سی آکی قدم میری نوحہ خوان کی لیی

خدا کو مان کی رہنی دی نزع مین اک رگ
ذرا زبان مین طاقت تو الامان کی لیی

جگا کی طالعِ خفتہ سی مانگ لائین گی
ہم آج خوابِ گران تیری پاسبان کی لیی

بنایا حشر تو صانع نی پر نہ سوچا ہائی — کہ تیرا ناز ہی کافی ہی دونون جہان کی لیے

وہ اور ہونگی جو کرتی ہین ہاپکی باتین — یہ منہ تو روز ازل سی بنا فغان کی لیے

دعا کی واسطی اب تو بھی ہاتہ اوٹھا ظالم — کہ خلق پیٹتی ہی تیری محاسن کی لیے

ہوا ہین قتل تو کس کس مزی سی حسرت نی — لپٹ کی بوسی مری خم خونچکان کی لیے

ادا نہو کبھی زخم جگر کی کیفیت — ملی حیات خضر بھی اگر بیان کی لیے

بہت تھی لوگ زمانی مین اور بھی لوگ
بنایا عشق کو کیون مجھ سی ناتوان کی لیے

۱۲۶

جو جگر خستہ تری چال کی بسمل ہون گی — وہ قیامت کی بھلا کاہیکو قائل ہون گی

اسقدر جور و جفا پر جو کمر باندہی ہی — کیا یہ سمجھی ہو کہ سینی مین بہت دل ہون گی

نکرو باتین رقیبونسی نہین تو ہم بھی
تمسی اک روز کسی بات کی سائل ہونگی

کون چاہیگا دیت خون کی تجہسی یارب
ہمتو محشر مین تہِ دامنِ قاتل ہونگی

دیکہنا مجکو گوارا نہین خنجر کا دم ضرب
ہای وہ بھی نگہِ ناز کی بسمل ہونگی

ظلم کرتی ہو تو یہ سوچ کی چپ رہتی ہین
کہ وہان کیا نہین ہم اسکی قایل ہونگی

ہوگی خلقت تو جہکائی ہوی سر محشر مین
ہاتہ میری تری گردن مین حمائل ہونگی

باوفا دہر مین پیدا ہی نکرنا یارب
کہ جفا مین یہ صنم اور بھی کامل ہونگی

جان دینی کی طریقی تو بہت ہین آسان
وہ بھی چاہت کیطرح کیا ابھی مشکل ہونگی

کیا شکایت جو خبر لی نہ شبِ فرقت مین
میری طالع کی طرح آپ بھی غافل ہونگی

ابھی دعوی ہین بہت آپکو اوسسی نواب

آگیا وہ تو سب اک آن مین باطل ہونگی

میری اعدا بھی اگر ہمرہِ قاتل ہونگی ۱۲۷ تو شہادت کی مزی کیا مجھی حاصل ہونگی

خشک لب چشم تر افسردہ دل آشفتہ دماغ ہای کس منہ سی تری بزم مین شامل ہونگی

نکرونگا کبھی پھر جینی کی خواہش تا حشر میری ماتم مین اگر حور شمائل ہون گی

کچھ چھپی چوری کی یہ بات نہین مادر ہی ہونگی شکوی بھی تو مسی سر محفل ہونگی

جی بلاؤن سی بھرا ہی نہ بھری گا ہرگز سیکڑون فتنی اگر چرخ سی نازل ہونگی

جان پر صدمی رہینگی بھی جو مجھپر ہین اپنی صورت پر اگر آپ بھی مائل ہونگی

بھولی پن مین تو یہ آفت ہین کہ خالق توبہ اور آئی گی قیامت جو وہ عاقل ہونگی

جان لینا نہ کہین ذوقِ شہادت جلدی ورنہ ہم مفت مین شرمندۂ قاتل ہونگی

بوسی جو تمنی لیی سینی ہی پائی وہ بہی
یہ نسمجھی تھے کہ اک عمر کی شکوی دلسی
ان حسابونسی تو کچہ میری ہی فاضل ہونگی
دو ہی باتون مین تری پیار کی زائل ہونگی

شوقِ قاصد مین نکر منع سفر سی تو آب
مرتی مرتی بھی تو ہمراہیِ منزل ہونگی

یارب بلا وہ بھیج کہ جس سی مزا ملی
١٢٨ اسکی سوا جو چاہون تو مجھکو سزا ملی
کچھ بھی اگر فراق کی تیری ضرا ملی
کیا جانیی کہ حشر کی دن ہمکو کیا ملی
کیا قہر ہی مجھی تو ملی آہِ نارسا
اور اوس بلای دہر کو زلفِ رسا ملی
نالی تو ایکدم مین پہنچ جائین تا اثر
قتلونکی ازدحام سی گر راستا ملی
پوچھا سبب جو آنی کا ہمسی تو کہدیا
جاتی تھی گھر کو بھول کی تمسی بھی آملی

قاصد کا کچھ سراغ نہین اس جہان مین ڈھونڈہین عدم مین جا کی تو شاید پتا ملی

ایسا ہی لطف ہی جو تم مین تو ای خدا اوسکو سوا جفا کی نہ ہرگز وفا ملی

واقف تری گلی سی بڑا خوش نصیب ہے لون دوڑ کر قدم جو کوئی رہنما ملی

اغیار سی جو لطف تھا ملنی مین وہ تنہا یون ملنی کو تو مجھسی بھی وہ بارہا ملی

غمازیِ عدو کی شکایت کرون مین کیا جب دل سا راز دار بھی اوس سی جا ملی

دو چار تار جیب مین باقی ہین ای جنون سر پیٹنی سی ہاتہ کو مہلت ذرا ملی

کیا ایک دو بلاونسی چین آئی ای فلک لاکھون مصیبتین ہون تو دلکو مزا ملی

راضی ہون قتل کر مجھی بیجرم شوق سی اسکی جزا جو چاہون تو مجھکو سزا ملی

کن کن مصیبتونسی مین پہنچا ہون بزم مین دم بھر کی واسطی مجھی پہلو مین جا ملی

چھوٹین کبھی نہ سایۂ دیوار یار ہم
قسمت سی لاکھ بار جو ظلِ ہما ملی

لاکھ اوٹھی تو نکال ہی لین دل کو ڈھونڈھ کر
دم بھر کو بھی اگر تری زلفِ دوتا ملی

بلبل جو میری ساتھ ہوئی نوحہ گر تو کیا
جب جانون مین کہ میری صدا سی صدا ملی

قاصد کی کچھ خبر نہین نواب کیا ہوا
پرزی تو خط کی راستی مین جا بجا ملی

کیون عرش پر الامان بہت ہی
١٢٩ کیا سینی مین دل طپان بہت ہی

جوشِ گلِ ارغوان بہت ہی
پھر رونقِ گلستان بہت ہی

ای موی کمر اوبجہ نہ دل سی
تجھسی بھی یہ ناتوان بہت ہی

تھوڑا سا غمِ فراق اوسکا
دل کو بھی امتحان بہت ہی

کیون تمکو ہی فکرِ قتل ہر دم / مجکو تو بھی فغان بہت ہے

ہمکو نہین اوس سی بدگمانی / پر اوسکو ابھی گمان بہت ہے

فرقت مین اجل کی مانگنی کو / تیرا ہی یہ نیمجان بہت ہے

کسکی ہی تلاش اسکو یارب / گردش مین جو آسمان بہت ہے

کیا چہوڑین سعی ای بی نشانی / دنیا مین بھی نشان بہت ہے

تو کعبی کو جا ہمین تو واعظ / سجدی کو وہ آستان بہت ہے

ای بخت نہ سو کہ میری حق مین / بیداری پاسبان بہت ہے

جہوٹون ہی فلک سی کوئی کہدی / ان روزون وہ مہربان بہت ہے

اب وقت اخیر ہی مریجان / تہوڑی سی ادا یہان بہت ہے

کہتی نہین کچہ بھی جز غم دل — یون کہنی کو داستان بہت ہی
کچہ فکر نکر کہ جانِ غمگین — غم سی تری شادمان بہت ہی
دم بہر کا بھی میرا خوابِ راحت — طالع کو مری گران بہت ہی
کیون مجکو ستاتی ہی شبِ ہجر — مرنیکو غمِ نہان بہت ہی

کیا نوحی کہی ہین تو نی نواب
جو شورشِ الامان بہت ہی

جان دینی مین یہان تو کوئی تاخیر نتہی — پر کرین کیا کہ ابھی خواہشِ تقدیر نتہی
چشم فتان نتہی یا زلفِ گرہگیر نتہی — قتل کرنیکی لیی کیا کوئی تدبیر نتہی
قبر مین آئی تہی جسوقت ملک بہر سوال — اوس گہڑی ہای بغل مین تری تصویر نتہی

کیون بنایا اوسی مسجودِ خلائق زاہد — خاک سی دل کی اگر کعبی کی تعمیر نتھی

بھرِ فریاد جو اوٹھا نہ گیا مرقد سی — جرم تھا ضعف کا یہ حشر کی تقصیر نتھی

کیونکر آجاتی وہ خط پڑھتی ہی مجھ تک قاصد — رقمِ شوق تھی کچھ آیتِ تسخیر نتھی

چونکی ہم خوابِ عدم سی تو مری حسرت سی — اس سی بہتر کوئی اس خواب کی تعبیر نتھی

غیر کی نعش تو گلیون مین پھرائی تمنی — لاش میری ہی مگر قابلِ تشہیر نتھی

پیچ مین عشق کی ناصح جو نہ آیا باز آب — تیری درگاہ مین کیا زلفِ گرہگیر نتھی

خطِ رخسار کی اصلاح سی میرا نقصان — آپکا خط تھا وہ کچھ میری تو تحریر نتھی

جھوٹی وعدون نی تری ہجر مین مرنی ندیا — یہ نہوتی تو کوئی جینی کی تدبیر نتھی

نعش پر میری اگر غیر سی آئی نتاب — اب نہ کہیی گا کہ فریاد مین تاثیر نتھی

ہاتھ سی میری دمِ قتل وہ دامن چھوٹا — اس سی بڑھکر بھی کوئی گردشِ تقدیر نتھی

مین ہون ساقی ہی صنم ہی گل و مینا و شراب — ایسی عادت تو تری ای فلکِ پیر نتھی

رات بیچین تھی کیون پہلوئے اغیار مین تم — میری آہون مین اگر نام کو تاثیر نتھی

یا خدا روزِ ازل جرمِ محبت کی لیی — جز غمِ ہجرِ بتان کیا کوئی تعزیر نتھی

تجکو وحشت جو لیی پھرتی تھی سو نواب
کیا زمانی مین تری واسطی زنجیر نتھی

١٣١

بندھا رہا شبِ فرقت کا گر خیال مجھی — تو خاک لطف اوٹھی گا شبِ وصال مجھی

یہ کسنی کوسا ہی یارب دمِ وصال مجھی — کہ جس سی زیست بھی اپنی ہوئی وبال مجھی

کہونگا گردشِ گردون نہ چال کوئی پھیر — کہ اور بد نظر آئینگی ماہ و سال مجھی

عدو سی لطف کی باتین تو آپ کرتی ہین
یہ کیا ستم ہی کہ ہوتا ہی انفعال مجھے

رقیب گھاتین جدائی کی پوچھ جاتی ہین
ہوا ہی اب تری فرقت مین یہ کمال مجھے

یہ کسکی چاند سی چہرے مین دیکھی ہین ابرو
کہ چاندنی مین ہوئی رویتِ ہلال مجھے

امیدِ وصل تری صدقی آج پرسش کو
وہ آتی ہین سرِ بالین فراسبہال مجھے

تجھی ملال نہین ہی جو میری اعدا سی
اسی سی رہتا ہی دم بہت ملال مجھے

عدو کی روبیسی تو وہم کچہ نہ تہا لیکن
تمہاری ہنسنی سی کیا کیا بندھی خیال مجھے

عبث مٹائین خفا ہی سپہر سی تو آ
اوسکی ہاتہونسی ہونا تہا پائمال مجھے

۱۳۲ نہ چین دیگی اگر لذتِ وصال مجھے
تو پہر نہوگا کبہی ہجر کا ملال مجھے

وفا سی باز نہ آیا نہ باز آؤن گا　　فلک جفا سی کری لاکہ پایمال مجھے

جو مجکو دیکہی کی خاموش رک رہا وہ شوخ　　تو ہوگا ضبط سی کیا کیا پھر انفعال مجھے

نہو تلاش کبہی زخم دل کو مرہم کی　　اگر ذرا سا بہی وہ بہیجدین اوگال مجھے

کرون خوشامد افلاک کیون کہ انہین سے　　ندیگا ایک بہی وہ حسن بیمثال مجھے

یہ ضعف اور یہ غش ہی اثر تغافل کا　　جو پوچہو تو نہ دیکہو کبہی نڈہال مجھے

علاج اسکا بہلا کیا کہ سیدہی باتون مین　　تمہاری بزم مین ہوتی ہین احتمال مجھے

نہ بانکپن سی یہان آئی فتنہ محشر　　کہ یاد آئی گی اوس سروقد کی چال مجھے

نہین ہی غمسی تری آج کچہ مرا نقصان　　پر اس الم سی ہی اندیشہ مآل مجھے

عطای بوسہ لب کا تو ذکر کیا نواب

وہ گالیان بھی ندینگی دمِ سوال مجھی

۱۳۳

مری آغوش مین وہ نازسی جسدم مچلتا ہے
تو رنگِ غیر گردونکی طرح کیا کیا بدلتا ہے

یہ کس دستِ حنائی کا تصور ہی کہ فرقت مین
کوئی چٹکی سی سینی مین کلیجا روز ملتا ہے

خوشی میری دلِ پُرشوق کی اوسدم کوئی دیکھی
گلی پر خنجرِ بُرّان ترا جسوقت چلتا ہے

کسی پر دم نکلنی مین تو یہ سختی نہین ہوتی
مری سینی سی پیکان آپکا شاید نکلتا ہے

ذرا ای ہمدمو بہرِ خدا ذکرِ مصیبت ہو
سنا ہی عاشقونکا اس سی اکثر جی بہلتا ہے

ضرورت کچھ نہین پر بزم مین ہی جلانی کو
کوئی مہندی لگاتا ہی کوئی عطر اوسکی ملتا ہے

برابر والی سی چوٹین ہون جب معلوم ہو تمکو
ہمین سی بی بسون پر روز تیرِ ناز چلتا ہے

تڑپتی ہی تڑپتی عمر گذری رنجِ فرقت مین
نہ وہ آتا ہی پہلو مین نہ اپنا دم نکلتا ہے

۱۸۷

ذرا رکہ ہاتہ اپنا سینی پر مری ای جانِ پُر گرم
تری تسکین دینی سی تو دُونا دل اوچھلتا ہے

خدا کی واسطی پوچھو تو روزِ ہجر کو لوگو نسی
کہ شامِ حشر تک آیا کبھی یہ دن بھی ڈھلتا ہے

گرین ہم لغزشِ مستی مین بھی ہرگز نہ جوبن پر
تمہارا ہی دل ایسا ہی جو ہر اک پہ پھسلتا ہے

دمِ نازا وسکو واعظ دیکھکر انصاف سی کہدی
کہ جنت مین تری یون بھی کوئی تیوری بدلتا ہے

ہم آغوشی کی خواہش پر وہ دیتی ہین جواب ایسا
کہ جس سی حشر تک روز اک نیا پہلو نکلتا ہے

یہ ٹھنڈی گرمیان بس راتدن اغیار سی کہدو
تمہین کیا گر کسی کا دل تبِ فرقت سی جلتا ہے

جو تو سمجھای تو اس دلکو شاید کچہ تسلی ہو
بھلا میری سنبھالی سی یہ وحشی کب سنبھلتا ہے

مجھی پر کچہ نہین موقوف جو عاشق ہوا تجھپر
یونہین حسرتسی برسون وہ کفِ افسوس ملتا ہے

نہ مانونگا کبھی نواب مین ان جھوٹی باتونکو

نہین ہی کوئی دہر کا تو تراجی کوئی دیتا ہے

۱۳۴

ٹی عشقِ سفاک مین کیسی کیسی ملی باوفا خاک مین کیسی کیسی

تمہین پر نہین منحصر کچہ ستم گر بھری ہین گُن افلاک مین کیسی کیسی

ادا ناز انداز غمزہ کرشمہ لگی ہین مری تاک مین کیسی کیسی

ہوا قتل پر رہگئی ہای ارمان مری جانِ غمناک مین کیسی کیسی

جو پیاری اداتھی سکار افگنون کی بندہی صید فتراک مین کیسی کیسی

نہ کپڑی بدل تو کہ جوبن ہین تجہ پر اسی میلی پوشاک مین کیسی کیسی

جفائین سہی نواب چرخِ کہن کی ملی نوجوان خاک مین کیسی کیسی

۱۳۵

جسمین جلوی ہی تیغِ قاتل کی — اسی پہلو مین داغ تھی دل کی

رو دیا جسنی لوٹتی دیکھا — ہای انداز تیری بسمل کی

کچہ زمانی سی بھی سوا ہینی — رنگ دیکھی ہین اوسکی محفل کی

تم نہ آئی تو خوب روئی ہم — رات بھر حسرتون سی مل مل کی

ہمتو بسمل پڑی ہین اور وہان — صدقی ہوتی ہی خلق قاتل کی

تیری گھر تک پہنچ چکی تا حشر — ہین جو یہ رنگ پہلی منزل کی

ابتو پاتا ہون کچہ کچہ ای نواب
تجہ مین آثار عشقِ کامل کی

۱۳۶

جب سی ہی دھوم گریۂ بی اختیار کی — چلتی نہین ہی کچہ بھی کسی غمگسار کی

گالی نہ دیجیی ہمین دشمن کی روبرو
ورنہ کہینگی ہم بھی کوئی بات پیار کی

گذرا جو روز ہجر تو یون آئی شام وصل
جاڑونکی بعد جیسی ہو آمد بہار کی

مین تو ہزار بار دعا مانگون اے خدا
پرسش ہو گر کبھی کسی امیدوار کی

شوخی پر اپنی ناز بہت ہی تمہین مگر
دیکھی نہین ہی شکل کسی بیقرار کی

دشمن جو دیکھی پیار سی اسکو لوئی صبا
انکھون مین خاک جہونک دی میری مزار کی

کیا جانی کیا مآل ہو نواب دیکھیی
صورت یہی رہی گی اگر انتظار کی

۱۲۷

نازسی غمزہ سی اغماض سی سرمانی سے
باز آیا نہ کبھی غیر کی بہکانی سے

نام میرا کوئی لیتا ہی جو اونکی آگی
منع کرتی نہین پر ہوتی ہین کہسیانی سے

غیر پر بھیج الٰہی شب فرقت کہ یہان
ابتو غمخوار بھی تنگ آگئے غم کہانی سے

دل رہا ہوگا تو ہو جای گی آفت برپا
ہاتہ اوٹھا بھر زلف کی سلجھانی سے

میری ہٹ بٹ کے مجھی سمجھا تو مین مانون ناصح
نہ سمجہ یہ کہ نہ سمجہونگا مین سمجھانی سے

کسطرح آون تری گھر کہ ازل سی ظالم
اوٹھنی دیتی نہین وحشت مجھے ویرانی سے

کیا ڈرون چرخ کی فتنونسی کہ ہر روز یہان
اک نئی اوٹھتی ہی آفت مری غمخانی سے

جیتی ہین تو تمہین ہم دیکہ بھی لیتی ہین کہین
اس سی بھی جاینگے پھر فائدہ مرجانی سے

وہ بھی ہشیار ہین آفت کے جو گیسو نہین تری
راتدن روتی پڑی پھرتے ہین دیوانی سے

آہ تاثیر نہین کرتی تو پھر ای نواب
فائدہ کیا تمہین ہر بار کی چلانی سے

۱۳۹ نہین شکوہ ہی وصل مین اسکا مجھی کہ اذیتِ زخمِ جگر گئی

گلہ مجکو یہ تجھسی ہے دل کی تڑپ ذرا سینی مین تو بھی ٹھہر گئی

غمِ عشق مین حال ہوا یہ زبوں کہ دل اور جگر ہوی قطرۂ خون

گئی جان سی ہای قرار و سکون مگر ایک یہ آہِ سحر نگئی

نہین بنتی ہی صورتِ وصلِ صنم یہی دل مین ٹہنی ہی خدا کی قسم

کہ دعا ہی سی ہاتہ اوٹھائینگی ہم اگر ابکی بھی تا بہ اثر نگئی

مرا غم سے ہے زمین سی تا بفلک مری سوگ مین بیٹھی ہین حور و ملک

مگر ایک تمہاری ہی کانون تک مری مرنی کی ہای خبر نگئی

تمہین عشق تھا کسکی نزاکت سی غم اب تباہ و خدا کی لیی

کہ جو کاہش ہجر سی مر بھی گئی تو شکایتِ درد کمر نگئی

۱۳۹

ہوگیا ہی جب سی دعوای وفاداری مجھی — دلکی بھی کرنی پڑی ہی ہای غمخواری مجھی

بختِ خفتہ کی اثر سی چرخِ نا انصاف نی — خواب ناز اوسکو دیا ہی اور بیداری مجھی

شکلِ آئینہ نجانی سادہ لوحی ای فلک — گر سکھائی تو بھی برسون طرز عیاری مجھی

غیر مجکو جانکر بیٹھا وہ بزمین غیر کی — دیکھی کیا کچہ دکھائی اور خودداری مجھی

بات بھی پوچھی نہ جیتی جی کبھی اب بعد مرگ — ڈھونڈھتی پھرتی ہی گھر گھر نازبرداری مجھی

میری قسمت مین نہین ہی صبر تو پھر الحذر — اوسکی غم مین راس آئی نالہ و زاری مجھی

پھر تمہاری بھی مسیحائی نہ کچہ کام آی گی — گر یہی چندی رہی فرقت کی بیماری مجھی

خواب مین دیکھون تمہین سو بار لیکن کیا کرون — چھوٹتی دم بھر نہین ہجران مین بیداری مجھی

پیچ اسمین کچھ نہ سمجھو دیکھ لو ہوتا ہی کیا
دو ہی دن کو دی تو دو تم اپنی عیاری مجھے

گوشۂ تربت سی نکلونگا نہ روزِ حشر بھی
گر بھی باقی رہی خلقت سی بیزاری مجھے

ہر مصیبت ہی بہت آسان اپنی نواب پر
سخت مشکل ہی فقط اک تیری دلداری مجھے

۱۴۰ میری مرقد پر وہ جب انداز سی آنی لگی
تو سب اعدا اہل کی اونکو ہا ہی سمجھانی لگی

ابتو وہ آتا ہی رہ اپنی جگہ پر کوئی دم
جان تو جانا مگر اوس دم کہ وہ جانی لگی

سب گِلی کرتا مین کیا اونسی وصلِ غیر پر
وہ تو دو ہی شکوؤں مین جھوٹی قسم کھانی لگی

معذرت کی رنجشِ بیجا کی کسنی ناز سے
جو مری احباب اولٹی مجکو سمجھانی لگی

پیار کی باتین کرون نواب کیونکر بزم مین

وہ تو کچھ مجھسی نظر ملتی ہی شرمانی لگی

۱۸۱ ہو وصل تو غمونکی مکافات کی لیی | خواہش ہی حشر کی مجھی اک رات کی لیی

قاصد ٹھہر کہ نامہ تو مین لکھ چکا مگر | دل ڈھونڈھتا ہون سینی مین سوغات کی لیی

لاکھون دعائین مانگین تو اتنا ہوا کہ آج | آئی وہ دو گھڑی کو ملاقات کی لیی

ہین اور لوگ بھی تو زمانی مین اے خدا | کیا مین ہی اک بنا ہون سب آفات کی لیی

گو خاطرین ضرور ہین اغیار کی مگر | لاؤن مین دل کہانسی مدارات کی لیی

بعد وصال آئی سحر ہجر کی تو کیا | محشر کی صبح چاہیی اس رات کی لیی

ہرچند غیر سی ہی محبت انھین مگر | مجھپر بھی التفات ہی اک گھات کی لیی

کیا قہر ہی کہ حشر مین میری ہین حسرتین | آئی ہین اولٹی مجھ سی مکافات کی لیی

نواب اثر کو حضرتِ حق کی جناب سے
کیا جانی مانگتا ہون مین کس باب کی بی

۱۴۲

شام سی کیون یہ اشکباری ہے — ابھی رونی کو رات ساری ہے
بھولی باتون ہی پہ نہین موقوف — تیری صورت بھی پیاری پیاری ہے
ایکدن جان جای گی اپنی — گر یہی دل کی بیقراری ہے
حشر تک سنیی تو نہو تاثیر — واہ کیا اپنی آہ وزاری ہے
چارہ گر کیا علاج ہو کہ یہان — ہر بنِ مو مین زخم کاری ہے
اوسکی زلفین سیاہ پوش ہوئین — یہ مری دل کی سوگواری ہے
کسکا غم ہی کہ رشک سی یان — جان کو دل سی پردہ داری ہے

غیر نادان بنا تری آگی
یہ بھی ایک اوسکی ہوشیاری ہے

تیری ہاتھون سی قتل ہونیکو
مدتون ہمنی جان ماری ہے

نہی کوئے آرزو دل مین
ابتو یہ آرزو ہماری ہے

غم غلط کرنی کو ہی ورنہ یہان
کسکو سودای بادہ خواری ہے

تجکو دیکھون نہ آنکہ سی گر دون
اسلی سیل اشک جاری ہے

وہ نہ آیا نہ آیگا نواب
تمکو ناحق امیدواری ہے

۱۴۳

پیچ اوسکی زلف عنبر فام کی
دلکو میری حلقی ہین سب دام کی

غیر سی بولی وہ مجکو دیکھکر
آپ بھی عاشق ہین میری نام کی

دیکھ حسرت سی اوٹھانا ای ہما استخوان ہین گیی گمنام کی
عاشقون سی یہ معشوقونکی ہی ہم نہون تو پھر ہین یہ کس کام کی
ہی تو چل اوس بزم مین ای شوقِ دید دیکھ ہی لینگی اوسی دل تھام کی
ہجر کی شب آئی کیا نواب ہیہ
دن پھری ہین گردشِ ایام کی

۱۴۴

ہجومِ شوق مین جب دلکی آرزو نکلی کہ پردہ کعبی کا اولٹون وہان بھی تو نکلی
وہ آتی ہین مری گھر امتحانِ وحشت کو خدا نکردہ کہین جیب مین رفو نکلی
یہی ہی خواہشِ دل ہر گھڑی کہ مرتی وقت تڑپ تڑپ کی یہ دم تیری روبرو نکلی
مچل کی سر تو کبھی رکھدی تیری زانو پر کہ کچھ تو اوس تری بیکس کی آرزو نکلی

چلا ہوں اوس طرف ای جذبۂ دل ہمدرد گر نا
کہ گہر سی وہ بہی ذرا بہر جستجو نکلی

خدا سی حور کی خواہش ہی یار کی در پر
ستم ہی ہو اگر اسدم وہ تند خو نکلی

حرم مین کسکی یہ آمد ہوئی کہ گہبرا کر
طواف کرنیکو زہاد بی وضو نکلی

ذرا ذرا سا سبہی رونی والونکو دینا
جو میری آنکہونسی دل کا کبہی لہو نکلی

تمہین تو ناز تہی نواب پارسائی پہ
تمہاری گہر مین تو مے کی کئی سبو نکلی

١٤٥

ہماری دردسی عالم اگر خبر ہو جای
تو رشک نوح زمانی مین ہر بشر ہو جای

نصیب اپنی تو مین سازگار جانون
کہ تیری دل مین کوئی نالہ کارگر ہو جای

نہ آئی روز جدائی جو ہو تو وصل کا دن
شب وصال کی یارب اگر سحر ہو جای

ہر اک جگہ تری جور و جفا کا شہرہ ہے	خدا نکردہ کہ اسپر کہین نظر ہو جائے

وصال اوس سے جو نواب حشر تک بھی ہو
تو غم مین بھی مری پھر خوب ہی بسر ہو جائے

۱۴۶

کیا ہوگا گر ملی کسی مے کی سبو مجھے	خُم مین بٹھاؤ بھر خدا تا گلو مجھے
خلوت مین آہ تو ہی خلل ڈالدی ذرا	الزام دی رہی ہین وہ پھر دو بدو مجھے
محشر مین ہای دعوی الفت کی واسطی	کرنی پڑی رقیبونکی بھی جستجو مجھے
تشہیر کی نہین ہی ضرورت کہ مدتون	وحشت پھرا چکی ہے مری کو بکو مجھے

نواب کیا کرون جو وہ آئی ہین ناز سے
للہ چین لینی دی محفل مین تو مجھے

۱۴۷

جسنی اوس راہ مین گدائی کی — اوسنی عشاق مین خدائی کی

بعد رنجش کی پہر صفائی کی — یہی گہاتین ہین دلربائی کی

حشر کا دن بہی آتی ڈرتا ہی — دہوم ہی کیا شب جدائی کی

خار صحرا ذرا خدا کی لیی — شرم رکہنا برہنہ پائی کی

اپنی طالع کی لاگ پر ہمنی — مدتون قسمت آزمائی کی

ذبح کی وقت ہمسی منہ موڑا — اوسکی خنجر نی کج ادائی کی

بیوفا تہا جو وہ صنم نواب
تمنی کیون اوس سی آشنائی کی

۱۴۸

لذت نپائی کچہ دل امیدوار نی — دہوکا بڑا دیا ستم روزگار نی

۲۰۳

آرام سی وہ بیٹھی بھلا کس طرح سی ۔۔ بیچین کر دیا ہو دلِ بیقرار نی

ناصح مین خاک سوؤن کہ رونیکا آج تھا ۔۔ وعدہ کیا ہی اس مژۂ اشکبار نی

ہوتا جو اعتمادِ وفا تو نہوتی ظلم ۔۔ مجکو تو مار ڈالا مری اعتبار نی

ممنون ہون کدورتِ دل کا کہ چرخ کو ۔۔ آخر ملایا خاک مین میری غبار نی

بزمِ عزا مین بیٹھکی دم بھر وہ اوٹھ گیا ۔۔ روکا نہ اوسکو ہای کسی سوگوار نی

سرخی غضب کی ہی تری آنکھون مین آج تو ۔۔ مستی کی ہوش اوڑای ہین تیرِ خمار نی

نواب پوچھی میری ہی دل سی کوئی ذرا

صدمی کہای ہین جو مجھی انتظار نی

شاید خبر ہوئی مری حالِ تباہ کی ۔۔ جو پرسشین ہین حشر مین ہر دادخواہ کی

محفل مین دور بیٹھی ہو اغیار سی آج جو
تاثیر بن چکی ہو مگر میری آہ کی

آمادہ ہو تو قتل کرو شوق سی مگر
پوچھو نہ ہمسی وجہ ہماری گناہ کی

اوس ترک ظلم دوست سے ہی مین نباہتا
آتی نظر جو کوئی بھی صورت نباہ کی

چاہا ہی تمکو ایسی مزی سی کہ خلق مین
مدت سی دھوم ہو گئی ہی میری چاہ کی

تیری سوا خیال بھی آیا نہ تھا کبھی
کیونکر غم فراق نی اس دلمین راہ کی

شوخی ہو جسمین ایسی وہ بیداد گر نہو
حاجت نہین ہی تیری ستم کو گواہ کی

آتی ہین میری گھر وہ مگر ہمرہ عدو
بن بن کی بگڑی جاتی ہی تاثیر آہ کی

گیسو پھر اونی آج سنواری ہین دوستو
تدبیر کچھ کرو مری روز سیاہ کی

رحمت بنای کیون نہ جہنم کو رشک خلد
پرسش ہوئی ہی حشر مین میری گناہ کی

تلوار گر گئی وہین قاتل کی ہاتہ سی | مقتل مین ایسی یاس سی سینی نگاہ کی

نواب لاکہون گذری ہین عاشق مگر کبھی
ایسی تو ایک نی بھی نہ حالت تباہ کی

نواب دو ہی غمزون مین تجہپر فدا ہوئی | حیران ہین کہ صبر کی دعوی وہ کیا ہوئی
ای چرخ اور طرز ستانیکی اب نکال | فتنی تو تیری نذر قد دلربا ہوئی
کنج قفس کو دیکھینگی حسرت سی حشر تک | صیاد تیری قید سی ہم رہا ہوئی
ہرچند درد دل نی لحد مین سلادیا | پر دسی ہاتہ میری نہ جیب بھی جدا ہوئی
وہ وہ سوال کرتی ہین جنکا نہین جواب | ناصح بھی میری جان کو گویا خدا ہوئی
پوچھی جو وہ اداسی مرا نام نامہ بر | تو جان لی کہ مطلب دل سب ادا ہوئی

بیدادِ چرخ سی نہ تسلی ہوئی تو ہم
شوقِ ستم مین مائل نازو ادا ہوئی

واقف ہون مین ہی تو بھی ہو تسکین کہان گرو
بی لطفیونکی شہری تو اب جا بجا ہوئی

کیونکر نہ اب اشارونسی بوسی طلب کرون
مدت ہوئی کہ ہونٹہ تو وقفِ دعا ہوئی

میری دوا کو آئی تھی کس دہوم سی مسیح
اولٹی پھری ہین دیکھکی دیکھو تو کیا ہوئی

نواب یہ بتاوکہ تدبیر اسکی کیا
ارمان وصل سی بھی جو دلمین سوا ہوئی

١٥١

کیا کہتی ہو تم ہمسی کہ کیون میری گھر آئی
دیوانونکا کیا پوچھنا آئی جدہر آئی

دیکھو نہ مجھی پیار کی چتون سی کہ ڈر ہی
گردون سی بلا تازن نہ کوئی اوتر آئی

کسکی یہ شبِ وصل ہی جو شور مچانی
سورج نہین ڈوبا ہی کہ مرغِ سحر آئی

دم نکلا نہ اوسدم کہ وہ اغیار کی گی
کہتی تھی یہ محبسی کہ کہو تم کدھر آئی

خاموش ہو گو بعد مری قتل کی لیکن
کہتی ہین نگا ہین کہ بُرا کام کر آئی

ہو سیر کہ دل چھینی اودھر تیری نزاکت
بل کھاتی ہوئی لفادہر تا کمر آئی

دیکھین بر دشمن مین تو الزام تجھی بن
آئی بھی تری گھر تو کس امید پر آئی

دل دیکی اوسی خاک دعا ہو مری مقتول
جب دلسی دعا ہو تو دعا مین اثر آئی

منہ اوسکا بھی کالا ہو شب ہجر کی صورت
یارب جو شب وصل صنم کی سحر آئی

یون تڑپی تری کوچی مین بسمل کہ فلک سی
سب حور و ملک بہر تماشا اوتر آئی

دی عمر دوبارہ تو ہون قربان الہی
مقتل مین ہی اک غل کہ وہ بار دگر آئی

جائینگی تو وہ صبح کو ای حسرت دیدار
انکھو نمین مری شام سی کیون اشک بھر آئی

اب کس سی مین پوچھون دلِ گم گشتہ کا احوال | قاصد تو تری کوچی سی سب بیخبر آئی
اوسوقت مجھی بھول نجانا فلکِ پیر | جب تجھسی کسیکی کوئی امید بر آئی
خط کیا مین وہین دیکھ لون اپنا خطِ تقدیر | ظلمت مین ترا چاند سا مونہ گر نظر آئی
دل بھی وہین بسمل ہی جگر بھی وہین بسمل | کوچی سی تری دیکھیی کسکی خبر آئی

نواب خدا کی لیی انکھون ہی مین کہنا
ایسا نہو باھر کوئی لختِ جگر آئی

۱۵۲
عشاق مین بدنام عبث جور و جفا ہے | مشتاقونکی دشمن تو یہ کمبخت حیا ہے
آئینہ دکھا کر نہ ہٹائینگی کبھی ہم | تا جان لو تم بھی کہ مزہ دید مین کیا ہے
لکھا تو مرا اتنی مٹایا مگر افسوس | اتنا بھی نہ سوچ آیا کہ یہ کسکا لکھا ہے

شوخی سی ہوا اونکی مین سخن پیچ تو بولی
دعوی ہو جسی صبر کا یہ اوسکی سزا ہے

وہ شیوۂ بیداد ہوا کیا کہ اوسی آج
ہر بات پر اغیار سی بھی عذرِ جفا ہے

کیا خاک تسلی ہو مری وصل سی آنہ
حسرت تو مری دلمین کچھ اِس سی بھی سوا ہے

قاصد تری سمجھانی سی کیا فائدہ مجکو
وہ آپ سمجھ لینگی جو کچھ مینی لکھا ہے

اس پند و ملامت سی بھلا فائدہ ناصح
ہم چاہین اوسی یہ بھی تو اک شانِ جدا ہے

لطف آی یہ گالی مین کہ ہی زہر بہی دوا
غصی نی دمِ وصل بڑا قہر کیا ہے

لا علم ہین سب پر مجھی معلوم ہی جو کچھ
قسمت مین مری کاتبِ قدرت نی لکھا ہے

فریاد جو کی بزم مین تو ہنس کی وہ بولی
چپ رہ کہ تظلم کی یہی روزِ جزا ہے

نواب سی آگاہ نہین پر ہی یہ معلوم

کوچی مین تمہاری کوئی دم توڑ رہا ہے

۱۵۳

وصلت مین شکل مرگ کی آنکھون مین چھا گئی — سختی فراق کی مجھی کیون یاد آ گئی

ہجر صنم مین حضرت ناصح نصیحتین — غمخواری آپکی تو مری جان کہا گئی

غیرونکو دیکھتی تھے نگہ پڑ گئی ادھر — صد شکر ایک چوٹ تو اونکی خطا گئی

کاکل کو سر چڑھا نہ اتنا یہی وہی — جو پیچ دیکی مجکو بلا مین پھنسا گئی

شوخی نی اوسکی کام کیا ہی مِرم وصال — پردی مین شرم کی مجھی صورت دکھا گئی

جس چاہ کی ہوئی نہ سمائی جہان مین — کیونکر ہماری دل مین وہ یارب سما گئی

انکار وصل غیر بجا ہی سہی مگر — کیا بات تھی کہ جس سی تمہین شرم آ گئی

آرایشونکی وقت دکھاتی ہی آئینہ — مشاطہ خوب دل کا مری بھید پا گئی

آیا نہ کوئی تیری گلی سی مگر صبا
زلفین بنانی کا مجھی مژدہ سنا گئی

اللہ ری تیری شرم کی شوخی کہ وقتِ دید
کیا کیا نگاہِ ناز کو چورے لگا گئی

آیا گمان میری ہی رونی کا رستے ہی
جب کان تک تمہاری کسیکی صدا گئی

مرنیکی میری سن کی خبر بول اوٹھا وہ شوخ
اچھا ہوا جو سر سی مری یہ بلا گئی

وصلت مین قتل کر ہی چکی تھی حیا مگر
شوخی تمہاری دیکھکی پھر جان آگئی

ناکامیِ نصیب نہ آئی گا وہ کبھی
تربت ہماری جسکی لیے تو مٹا گئی

چوری چھپی نگاہ کرینگی وہ کیا ادہر
مجھ سی تو میری موت بھی آنکھین چرا گئی

نواب دل لگا ہی لیا آخر اوس سی ہای
بیٹھی بٹھای کیا یہ تری جی مین آگئی

ہم کبھی جوشِ جنون مین بھی نہ عریان ہونگی — اسقدر خاک اوڑائینگی کہ پنہان ہونگی

جلوی قاتل کی یہی گر سرِ میدان ہونگی — مین تو کیا ہون ملک الموت بھی بیجان ہونگی

حالِ دل کیون نہ سناؤن اونہین اپنا ہردم — یہی ہوگا کہ ذرا اور پریشان ہونگی

وصل کی تجھسی جن اغیار سی ٹھہری ہوگی — ہای کیا اونکی یہان عیش کی سامان ہونگی

کچھ نہین صبحِ شبِ وصل کا کھٹکا دلکو — یون نہ موت آئی تو ہم آپکی قربان ہونگی

دل دیا تھا تجھی جسدم یہ نہتی ہمکو خبر — کہ تری عشق سی اس درجہ پشیمان ہونگی

بعد مرنیکی لحد بھی مری ہل جائیگی — گر کسی سی بھی وفا کی کبھی پیمان ہونگی

قتلگہ مین نہین تو ڈھونڈھکی لی آقاتل — ساری دنیا مین کسی جا تو نمکدان ہونگی

ہای کیا لطف اوٹھائینگی تری قرب مین — میری ہی طرح اگر غیر گران جان ہونگی

اتبو رہنی دی صنمخانی مین ہمکو واعظ — بت جو دنیا مین نہونگی تو مسلمان ہونگی

کون دامن ترا اپکڑیگا خدا کی آگی — گریو مین ہاتہ مری وقف گریبان ہونگی

مین اسی سوچ مین ہون آئیگا کیونکر محشر — تیری فتنی جو زمانی کی نگہبان ہونگی

ناز نواب عبث ہی تمہین اس حسرت پر
تمسی بھی بڑہ کی وہان سیکڑون حیران ہونگی

دیکہ تو لین رہ دلدار مین آنی والی ١٥٥ ایسی حسرت سی چلی جاتی ہین جانی والی

بخت میرا جو بنا تہا تو بنائی ہوتی — یا خدا اگبڑی بہی تقدیر بنانی والی

عیش کا نام نہ لیتا کبہی عالم مین کوئی — ہمسی دو چار بہی ہوتی جو رولانی والی

ظلم سی توبہ نکرنا کہ بہت باقی ہین — ابہی دنیا مین تری جور اوٹہانی والی

رنگ عشاق نہین دیکہتی ہین بہول گئی | ہای کیا سوچی ہین تصویر بنانی والی

گو صعوبت ہو مری زیست کی نوبت پہلا
گر زمانمین نہون دلکی ستانی والی

١٥٦

جس کی تم پر طبیعت آئی ہے | اوسکی پرسش کو خلقت آئی ہے
بوسی لیتی ہی میری نامی کا | جب لبون پر شکایت آئی ہے
پوچہتی ہی مجہی کو ہر کسی | جو زمانی مین آفت آئی ہے
جب جتاتا ہون عشق کہتی ہین | اک تمہین کو تو چاہت آئی ہے
دل ہی پہلو مین مضطر شاید | دہوم سی آج حسرت آئی ہے
وصل اوسکو نہین ہی گر منظور | کیلئے پہر قیامت آئی ہے

گھر مین میری کہان جگہ اتنی
ہر گھڑی اک مصیبت آتی ہے

وصل کیسا کہ میری ملنی سی
موت کو بھی تو غیرت آتی ہے

منہ چھپا لو وگرنہ ہوگا حشر
وہ نظر میری تربت آتی ہے

ابتو یہ شکل ہے کہ اوسکو بھی
حال پر میری رقت آتی ہے

جان کسطرح کیون نہ دلمین رہے
دیکھکر تجکو حسرت آتی ہے

روز وصلت گذر گیا تو اب
ہای پھر شام فرقت آتی ہے

بیمار ہجر کا تمہین ناحق خیال ہے
گر ہی کبھی فراق تو اک دن وصال ہے
۱۵۷

بیباکیونکی واسطی دل مین خیال ہے
لی بوسی ورنہ تیری یہ کسکی مجال ہے

یہ التفات بڑھ گئی اغیار سی کہ اب
جو ہی ترا جواب وہ میرا سوال ہے

پوچھو اوسی سی تم سبب قتل دوستو
مرنی سی میری جسکو عبث انفعال ہے

تحمیل جور بھی ہو تو کچھ صبر ہو مجھی
سمجھون کہ ہر کمال کو آخر زوال ہے

آنا یہان اجل تو ذرا دیکھ بھال کر
فرقت کی شب نہین ہی یہ روز وصال ہے

میری شکایتون سی یقین آچکا تمہین
اپنی ہی دل سی پوچھو جو کچھ میرا حال ہے

کیونکر نہ دوست کہو نین الفت کو جانئی
باقی رہی گی وہ یہ سریع الزوال ہے

نازک مزاجون سی نہین امید امتیاز
نقصان بھی جو دیکھو مرا تو کمال ہے

زلفو نمین ہی وہ چہرہ نہ لاکہا ہی ہو نظر
وہ مہ ہی ابر مین یہ شفق مین ہلال ہے

پیکان یار جلد خبر لی کہ اندنون
زخم جگر کی پھر مری کچھ دیکھ بھال ہے

پرسش سے حشر کی جو ڈرایا تو بول اوٹھے
وہ بھی تو اک ہماری ہی دنیا کی چال ہے

مین بھی کمال عشق مین ہو جاون لاجواب
قائل ہون جب کہ حسن ترا بے مثال ہے

زردی رخ پر اوسکی نہ تو بھولنا رقیب
چاہت ہو میری یہ بھی تو اک احتمال ہے

طالب وفا کی ہم ہوے اوس بیوفا سے ہای
جسکو جفائین کرنی مین بھی قیل و قال ہے

نواب بس یہی نہ کہ مرتے ہوے پر
اتنی سی بات کے لیے جینا محال ہے

۱۵۹

دم رخصت وہ بے نقاب ہوی
ہای کس وقت بے حجاب ہوی

سوتی دیکھا نصیب کو تو ہم
عاشق چشم نیمخواب ہوی

پھیرنا تھا کسیکا دل اے چرخ
قائم کیا جو انقلاب ہوی

ہم سراپا سوال تھی لیکن | دو ہی باتو نمین لا جواب ہوی

دو ہی روز حشر پھر ہمپر | شب ہجران مین کیو عذاب ہوی

دم وصل عدو ہوی ہین یاد | ہم بھی کسو قت باریاب ہوی

آگئی موت نامہ برکو ہائے | جب وہ آمادۂ جواب ہوی

بی سبب رنج دینگی کیون افلاک | یہ بھی کیا آپ کی عتاب ہوی

کون اوٹھائیگا لطف ناکامی | ہم اگر تجھسی کامیاب ہوی

واعظونکو پلائی مَی نوّاب
کیسی کیسی ہمین ثواب ہوی

بیمار تری خواہش عیسی نہین کرتی | ۱۵۹ | مرجاتی ہین یہ ننگ گوارا نہین کرتی

جس سی نہو منظور ملاقات تو اوسکو
در دیدہ نگاہی سی بھی دیکھا نہین کرتی

آتی ہین دمِ نزع سبھی بہرِ عیادت
پر سوچ تو اس ناز سی آیا نہین کرتی

حیرت ہی کہ جو کھینچتی ہین آپکی تصویر
کیون سب مین خدائی کا وہ دعوی نہین کرتی

تمکو مری چاہت سی ہی انکار سرِ بزم
ایسا بھی کسیکو کبھی رسوا نہین کرتی

عاشق کو کہی جاتی ہین تعزیر کی قابل
پھر کہتی ہین ہم آپکا شکوا نہین کرتی

ڈر ہی نہ کہین وصل مین محسوب ہو یہ بھی
ہم اسلیی بوسی کا اشارا نہین کرتی

نواب یہ کیا حال ہوا سوزِ نہان سی
اتنا بھی غمِ عشق کا اخفا نہین کرتی

۱۶۰

غیر کو تجھسی ہم دیکھین گی
کسکی آنکھون سی یہ ہم دیکھین گی

یہ تہی ضعف سی امید کہ ہم | اسقدر تیری ستم دیکھینگی
بھول جائینگی وہ گیسو اپنی | جب کسیکی شب غم دیکھینگی
غیر آتا ہی صفائی کی لیی | اب تری عہد و قسم دیکھینگی
شوقِ دیدار کہین جا کہیان | ہمتو کل خوابِ عدم دیکھینگی
ہی بہت شور تری صندل کا | ہم بھی ای شورشِ غم دیکھینگی

ہی جو تقدیر مین تو ای نواب
ابکی پھر چل کی حرم دیکھینگی

رباعیات

رباعی

رحمٰن و رحیم تجھسی ہی کون سوا — آمرزش کل ہی تیری ادنی سی ادا
کیونکر نہو بخشش کہ ازل سی یا ز — عاشق ہی گناہ پر مری رحم ترا

رباعی

اللہ نی جب کیا یہ عالم پیدا — آدم سی ہوئی دہر مین رونق کیا کیا
مصنوع کو جب ہوئی تلاش صانع — محبوب کو اپنی بہر تسکین بھیجا

رباعی

سایہ جو نبی کا نہ کسی نے پایا — اسکا یہ سبب ذہن مین میری آیا
تابان ہون جہان جان پر طرف چار قمر — باقی رہی کس طرح وہان پھر سایا

رباعی

کبتک یہ بتونکی جور یارب یارب
کبتک یہ بلا کی طور یارب یارب
یہ ظلم نچہوڑین تو بحقِ عشاق
بہیج انکو بدل کی اور یارب یارب

رباعی

چہیڑین ہین نہ بین کی نہ مطرب کی الاپ
ساقی کی ادائین ہین نہ سازونکی بلاپ
وصلت کی شب گذر گئی صبح ہوئی
سنّاٹا ہی سب بیٹہی ہوی ہین چُپ چاپ

رباعی

ہم تمکو بتائین آج اک گہات کی بات
جو گہات کی گہات اور ہو بات کی بات
وہ یہ ہی کہ چاہت کی بُرہانی کی لیلی
دن کو بھی ہوا کری وہی رات کی بات

رباعی

رکتی نہین اونکی ابھری جوبن کی چھُٹ
آئی وہ شب اسطرح کہ دل ہوگیا لوٹ
چھیڑا دمِ وصلت تو بگڑ کر بولے
بھاتی نہین مجکو یہ تری نوچ کھسوٹ

رباعی

فرقت مین ہجومِ آہ وزاری ہی عبث
وحشت مین تلاشِ غمگساری ہی عبث
جب اپنی ہی شوق سی دیا دل نواب
پھر راتدن اتنی بیقراری ہی عبث

رباعی

نالی مین ہی طرزِ نارسائی پھر آج
کرتی ہی فغان ساری خدائی پھر آج
دیکھو تو یہ کیا بلا ہی نواب کہین
آئی تو نہو شبِ جدائی پھر آج

رباعی

ای چارہ گر اپنی تدبیر نہ کہینچ | بیتاب نہو نالۂ شبگیر نہ کہینچ
رگ رگ سی مری جان جو کہینچتی ہی کہینچی | پر میری جگر سی یار کا تیر نہ کہینچ

رباعی

کیسی ہی طرب خیز می جام سی صبح | نواب ہم آغوش ہی آرام سی صبح
تم دیکہہ کی آج ہی ہوی ہو حیران | ہوتی ہی وہان روز یہین شام سی صبح

رباعی

گردش مین ہی تو سب سی مقدم ای چرخ | تجہپر بہی ہی اس وضع مین عالم ای چرخ
پر دیکہیگا وحشتین مری جب دم تو | پہر جایگا سر ترا بہی وسدم ای چرخ

رباعی

منہ دیکھی کی بات ہی یہ پیاری قاصد
وہ اور خیالِ غمگساری قاصد
کیا اوس سی امید ہو ابھی تک جسکو
سہواً بھی نہ یاد ہو ہماری قاصد

رباعی

شکل اوسکی ضرور تو نی دیکھی قاصد
صورت جو بگڑ گئی ہی تیری قاصد
پوچھو نہین خبر اوسکی بھلا کیا تجھسے
تجھکو تو خبر نہین ہی اپنی قاصد

رباعی

ہمنی جو کہا تو چین گی زخمونکی کھرنڈ
تدبیر پر اپنی کچہ نہو تمکو گھمنڈ
ہنسکر بولے کہ واہ ماشاءاللہ
ایسی ہی تو ہین آپکی بیشک بھجنڈ

رباعی

کچھ کام نہ آئے گا کمر کا تعویذ
درکار ہے آنکھوں کو نظر کا تعویذ
دل لیلو نگاہِ ناز سے حاضر ہے
ایسا نہ ملیگا پھر اثر کا تعویذ

رباعی

کبتک شبِ وصل چپ رہین سہہ غم کر
دامن تک آئین کب تک آنسو بہ کر
وہ کونسی باتین ہین بتاؤ تو سہی
ہو جاتی ہو خاموش جو ہین ہین کہکر

رباعی

وحشت سے ہماری ہے زمانہ مضطر
کوئی نہین لیتا دلِ وحشی کی خبر
ملتی بھی جو لیلی تو نہ ملتی نواب
مجنون ملتا تو خوب روتی ملکر

رباعی

دل کہتا ہی اوس صنم کو وصلمتین چھیڑ — غم کہتا ہی اپنی دلکو فرقت مین چھیڑ
مین کہتا ہون نواب سن ایک کی بھی — نغمہ کوئی درد خیز خلوت مین چھیڑ

رباعی

تو آئی نہ جبکہ تھا مصیبت کا روز — اب آئی کہ ہی یار کی وصلت کا روز
مانونگا اجل تیرا بہت مین احسان — اب جا آنا جب آئی فرقت کا روز

رباعی

اب مجکو نظر آتی ہی شکل معکوس — بیگانہ ہی مجھسی غیر سی تو مانوس
جس دل مین بھرا ہوا اک جہان امید — افسوس صد افسوس وہی ہی مایوس

رباعی

برآئی نہ ہای آرزوی پابوس — گلہای امید پر پڑی کیسی اوس
دو ہچکیوں مین نکل گئی جانِ حزین — شکل اوسکی نہ مرتی دم بھی دیکھی افسوس

رباعی

حیرت کا ہی مقتضی کہ ہو جا خاموش — وحشت کی ہی خواہش کہ رہا کر بیہوش
سب باتین یہ جاتی رہین گر نا ہی — تم پیار سی ایک روز ہو ہم آغوش

رباعی

کہتی ہین جسی لعلِ مذابِ خالص — گر غور کرو تو ہی وہ آبِ خالص
ہمتو نہ پئین گی جز شرابِ کوثر — نواب وہ بیشک ہی شرابِ خالص

رباعی

گر تیری سوا اور کو چاہین بالفرض ‏ ملنی کی نکالین اوس سی راہین بالفرض
ہوجای گا دو ہی دن مین تجہسا وہ بہی ‏ کہینچین بہی ہزار دسی آہین بالفرض

رباعی

نواب کہانتک آخر آہونکا ضبط ‏ ڈرہی کہین دشمنونکو ہوجای نہ خبط
فرقت مین بہلا کچہ تو طبیعت بہلی ‏ وہ بت جو نہین ہی تو برہا اور سہی ربط

رباعی

ہرچند لکہا ہی سرِ لوحِ محفوظ ‏ چاہت سی نہوگا کبہی کوئی محظوظ
نواب مگر عشقِ مجازی مین بہی ‏ بہتر ہی رہی عشقِ حقیقی ملحوظ

رباعی

ہر چند کہ شربِ می بہت ہی ممنوع
پر جوشِ جوانی مین ہی سبکو مطبوع
دل کھول کی ابتو خوب پی لین نواب
پھر توبہ سی کرینگی بڑھاپی مین رجوع

رباعی

مینا و شراب و ساقی و شمع و چراغ
نقل و نی و چنگ و سیرِ صحرا و باغ
یہ سب سامانِ عیش و عشرت نواب
ملجای تو ہرگز نہ ملی اپنا دماغ

رباعی

بھیجا ہی مجھی جو اوسنی اپنا موباف
کہتا ہون یہ اولجھا ہوا مطلب مین صاف
یعنی کہ اسیرِ دامِ گیسو کی لیی
ہرگز نہین ہی یہان مہر و انصاف

رباعی

پہلو مین ہی دل اوسکی ادا کا مشتاق | مشتاق ہی اور کس بلا کا مشتاق
جس طرح کوئی صاحب نسبت تواب | مدت سی ہو جلوۂ خدا کا مشتاق

رباعی

کبتک یہ بی سبب لڑائی کب تک | کبتک بیوجہ یہ جدائی کب تک
منت کرتا ہون آؤ کہنا مانو | سیدہی باتو نین کج ادائی کب تک

رباعی

ہر چند بھری ہین خود فلک مین نیرنگ | جن سی کہ ہی عقل ساری عالم کی دنگ
اسپر بھی بتاتی ہی اوسی چال ری | ذرات ہماری پائمالی کی ڈہنگ

رباعی

نکلی پھر خوب ہی مدارات کی شکل — بگڑی کبھی بن کی ملاقات کی شکل
ہر روز رہی رات نہو صبح کبھی — آئی جو قیامت بھی تو ہو رات کی شکل

رباعی

فریاد و فغان مین بسکہ بحیا ہی دل — سب کہتی ہین حیرت سی تماشا ہی دل
محفوظ رہی تا نظرِ حاسد سی — اسو اسطی زلف مین چھپایا ہی دل

رباعی

مدت مین ہوا ہی غمِ ہجران زائل — باتونکی لیی بہت تڑپتا ہی دل
اللہ کو مان کر نہ کافر چپ بیٹھ — انسان کو بت بنتی ہی آخر حاصل

رباعی

طبلہ نہ بجاؤ تم اداسی ہر دم   عشاق کی حق مین ہوگا آخر یہ ستم
حورین اوترآئینگی فلک سی دیکھو   کرتی ہوی محفل مین تمہاری چھم چھم

رباعی

شبنم ہی عرق کان ہین گل غنچہ دہن   نسرین برو نسترن گلو لالہ ذقن
بینی شبو لب ارغوان سنبل زلف   آنکھین نرگس بنفشہ خط رخ ہی سمن

رباعی

اوس کوچی مین خاک اوڑائی جاینگی گون   رسوا ہو کر وہان سی آئیگا کون
برباد جو ہوگئی ہم ای بادِ صبا   بگڑی ہوئی زلف پھر بنائیگا کون

رباعی

ماتھا ہی چاند زلف کالی ناگن — ابرو ہی کمان تیر تیکھی چِتون
گردن مینا ہی جامِ واثرون پستان — رخسار ہی آفتاب زہرہ ہی ذقن

رباعی

صلواتین کسی روز سنائین تمکو — بگڑو تو اور بھی بنائین تمکو
پیٹو تو الگ بھاگین بلاؤ تو نہ آئین — جب خوب خفا ہو تب منائین تمکو

رباعی

گردن کو مری لاگ ہی خنجر کی ساتھ — مژگان کی خلش ہی جانِ مضطر کی ساتھ
فصاد سمجھ کی کھولنا فصد ذرا — دم میرا الجھا ہی گا نشتر کی ساتھ

رباعی

یہ تنگئی دل پہ آہ بھرتی بھرتی
فریاد بھی اب کرتی ہین ڈرتی ڈرتی
وہ بوسہ جو دیکی قتل کرتی تو ہم
اُف مُنہ سی نہ کرتی کبھی مرتی مرتی

قطعہ

تری کوچی مین کل نواب کو یہ جوشِ سودا تہا
کہ لاکھون اوسکو سمجھاتی تھی پر وہ کچہ نہ سنتا تہا
تہا کچہ بھی مری نزدیک صرف اک تیری ملنی کو
بہانہ تہا یہ سب ظاہر مین اک وحشت کا پردا تہا

تمت

تاریخ منشی مظفر علی صاحب اسیر

در فصاحت در بلاغت در متانت بیمثال
تاجِ دیوانہا کلامِ خسروِ عالی ہمم

خواستم تاریخ طبع آن چو از ہاتف اسیر — گفت این دیوان سلطانست با تاج و علم

۱۲۹۵ھ

تاریخ منشی محمد اسمعیل حسین صاحب منیر

ہوا مطبوع دیوانِ دوم خدام عالی کا — کہاں ہیں داد دین اکر نظیری اور خاقانی

منیر مدح خوان نی اسکا سالِ طبع یون پایا — چھپا سرمایۂ دل دوسرا دیوان لاثانی

۱۲۹۵ھ

تاریخ نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

کیا خسروِ آفاق نی دیوان کہا ہے — اللہ ری اللہ ری یہ دستگہِ نظم

کس طرح یہ دیوان نہو سامعہ افروز — کہتی ہین اسی مہرِ سخن ہی یہ مہِ نظم

ہی روح فزا دلکو یہ عیسی فصاحت — ہی راہنما شوق کو یہ خضرِ رہِ نظم

ای داغ ہوا طبع کلامِ شہِ والا — اس نظم کی تاریخ کہی مینی شہِ نظم

۱۲۹۵

تاریخ سید ضامن علی صاحب جلال

چه فر و شوکت و شان بیان ست / خوشا آئین نظم خسروانی
جلال این ست سال طبع دیوان / شه ملک سخن زیب معانی
۱۲۹۵ھ

تاریخ شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم

بحمد اللہ کہ یہ دیوان چھپکر ختم پر آیا / ہوا آویزۂ گوش زمانہ شہرہ تزئین کا
دم نظارۂ ترکیب لفظ و خوبی معنی / پشیمان حوصلہ دیکھا نگاہ چشم بد بین کا
نزاکت حسن بندش لطف مضمون دیکھکر ہر سو / ہوا ارباب معنی مین بلند آوازہ تحسین کا
پئ تاریخ ای تسلیم یہ مصرع لکھا مینی / چھپا دیوان دوم قبلۂ دین مضامین کا
۱۲۹۵ھ

تاریخ منشی صابر حسین صاحب صبا

بہارِ دیوان نظمِ اردو بہلای دل سی خیال جادو

کلام معجز نظام ہے یہ نہ سمجھی کوئی کہ ساحری ہے

ٹپک رہا ہی جو رنگِ مضمون تو لفظ ابھری ہین بن کی جوبن

ہی بیت ابروی حور مطلع ہر ایک مصرع قدِ پری ہے

نئی ہی ترکیب تازہ بندش غضب فصاحت ستم بلاغت

محاوری کا جو حسن دیکھو تو شاعری کوٹ کر بھری ہے

صبا بھی کیا خوب خوش بیان ہی کہی یہ تاریخ طبع دیوان

کہان ہی طرزِ بہارِ جادو یہ معجزہ ہی یہ شاعری ہے

١٢٩٥

تاریخ سید ابو محمد صاحب بدر خلف منشی سید اسمٰعیل حسین صاحب منیر

سرکار کا دوسرا جو دیوان چھپا
ارباب سخن کو ہو گئی شادی عید

ای بدیہی طبع کی تاریخ کہو
گنجینۂ اعجاز مضامین مفید

۱۲۹۵ھ

تاریخ محمد فصیح الزمان خانصاحب خلف کوچک شیخ محمد وجیہ الزمان خانصاحب مرحوم

چون ۲ یہ نشاط جہان شد زحسن طبع
دیوان ثانی ملک ملک عز و جاہ

تاریخ آن فصیح ثنا گوی شہریار
گفتا لآلے سخن آبدار شاہ

۱۲۹۵ھ

تاریخ سید کاظم علیصاحب برادر خرد سید ضامن علیصاحب جلال

حقا کہ ہست جملہ کلام تو خسروا
مطبوع ہمہ سخنور و مطلوب خاص و عام

گفتا مثال مصرع تاریخ سال طبع
شاہا ہمہ کلامت شاہ ہمہ کلام

۱۲۹۵

تاریخ منشی کنجبہاری لال صاحب خلف منشی بانکی بہاری لال صاحب لکھنوی

زہی تصنیف سلطانِ جہانگیر | فصیح و دلکش و مطبوعِ عام ست

نوشتم مصرعی لائق بتاریخ | کلامِ شاہ ماشاہِ کلام ست

۱۲۹۵ھ

تاریخ فقیر حقیر اسیر احمد امیر

ہی زبانِ شاعران مقتدای کشورِ تختِ عرش | لیک ہر شاعر کو کب ہوتا ہی یہ حاصل مقام

ہی یہی سلطان کہ ہی روح القدس کا ہم زبان | واہ کیا دیوان لکّھا جو مرصّع ہی تمام

لفظ وہ گوہر کہ روشن جنکو تکتی ہین دُرِ گہر | نکہتِ گلہای مضمون سی معطر ہین مشام

طبع دیوان ہو چکا ہونی لگین جلدین درست | گردِ مطبع ہین خریدارونکی کیسی ازدحام

طبع کی تاریخ کلکِ فکر نی لکھی امیر | چھپ گیا یہ خسروِ ملکِ معانی کا کلام

۱۲۹۵ھ

خاتمة الطبع

چو حرفِ مدحِ تو کلکم بلوح انشا زد ۔ دو ید بر درِ جان لفظ و بانگِ معنی زد

اوس وادی مین خامہ پاشکستہ کی ناصیہ سائی جسمین بڑی بڑی اولوالعزم شنیر یک ٹٹ گھوڑا نہ ڈور اسکی واماندگی کا نام
بدنام کرنا ہی ناچار محض الحمد للہ پر کفایت کیکے رہا اوس لطف کی دولت کا شکر و سپاس جو کلیم طورِ قاب قوسین او ادنیٰ نی
مالِ مفت کیطرح دہڑلّے سی لٹائی گونگی کے خواب سی بڑہکر ہی مجبور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر قناعت کی کہ وغنی اسکی بعد آج
وضو کر کی نیت باندہ کر کونسا فرضِ عظیم ادا کرنی پر کمر کسی ہی تاکہ شیوا بیانی مین تم بھی کارخانہ قدرت کی حکم نافذ کا
حکم رکہتی ہو مگر نہ ہر جای مرکب توان تاختن بہان بڑی بڑی تیز زبان منہ کی کہا گئی ہین ادہر ہیبت سلطانی اودہر شوکت
خسروانی دو غرندہ شیرونکی سامنی زمزمہ سرائی بشر کا کام نہین یہ سب کچہ بجا و درست مگر چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح
کشتیبان اقبال خداوندی تو بیشتی پر ڈہارس باندہنی کو ع خالی نہین پھرا کوئی باب کریم سی کہکر جی بڑہا رہا ہی آپ
جھکو تو بزدلی ہی آنکھین جھپکاؤن تو کور نمکی ہر چند دہن سی بڑا لقمہ نگلنی کا ارادہ چھوٹی منہ سی بڑی بات کا قصد کیا ہے
ساتہ ہی اسکی یہ بھی حلب کو آئینہ تبت کو مشک دریا کو موتی کان کو جواہر گلشن کو پہول خرمن کو دانہ نذر دینی چلا ہون لیکن گر بی ہنرم
و گر ہنرمند بلطفت امیدم از خداوند میری ولی نعمت کی ذات قدرشناسی مین بلا تشبیہ اوس ذات کا ظل ہی جسکی شبیہ نہین
پھر مدح خوانی مین قصور کرون تو صریح بد قسمتی ہی ہان بسم اللہ الرحمن الرحیم غلغلہ خسروِ من شد بلند زلزلہ در گورِ نظامی فکند
ابھی حضرت مولانا جامی کفن مین کیون منہ چھپائی لیتی ہو تم تو کہتی تھی کہ حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند تھی خمخانہ ہا کردند و رفتند
دیکھیی قبلہ منوز آن ابرِ رحمت درفشان ست خم و خمخانہ با مہر و نشان ست گو فن شاعری حضور ممدوح کی اور علوم وفقہ کی نسبت
بطورِ تفنن طبع ہی لیکن یہ کیا ایسا سنہ کا نوالا ہی بڑی بڑی عمر کہو کر نہ آیا بہان چندہی روز مین نقش گذشتگان مٹا دیی یہ طبیعت عالی
من جانب اللہ ہی وہ کی دشت بیاضی اگر ایک شعر سن پای اپنی بیاض کو تقویم پارینہ سمجھکر بیاض صبح کیطرح پارہ پارہ کر ہی شاپور طہرانی

شاہد اُن مضامین کی شیرین ادائی پر محو ہو کر تصویرِ حیرت بنی فکرِ بلند سیر اگر ہم پروازِ طائرِ تختِ سلیمان نہین تو پری

بندش کی شیشی مین کسی اُتارا زبانِ شیرین بیان اگر ہوش رُبای اعجازِ کلیم نہین تو سخن سا چرب بان کیوں نکر قول ہارا دے

یا خسروِ اقلیم معانی کا دفتر یا بہشتِ مضامین کی بیاضِ صبح یا کارخانۂ قدرت کی لوحِ محفوظ وحشی اسی پر پھیر زاہد فری

تجلی اُسی شمع بیدود کا پروانہ کلیم اُسی عرش باجلوی کا ارنی گو موسوی اُسی مجسم نور کا ترانی شنو قسمل اسی ہر کا کل رسا

دولت لازوال کا فقیر ہر مصرع سو کرامت سے زیادہ ہر شعر لاکھ اعجاز سے بہکر نوک پلک اشعار آبدار کی لہای اہل درد کی لیی نشتہ

جسکی آرزو مین رگِ جانِ عشق نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد کا ورد کہہی بہولی مصرع وہ دلدوز تیر جسکا زخم سوزنِ مژگان ح

نفسِ مسیحا ہی تو کو بھی اپنا ننگ سمجھی ہان یہ بات البتہ غور کی قابل ہی کہ مجہ نادان نی اس شاعری کو اعجاز یا کرامت کیون ٹھہ

سنو انصاف دوستو ہر کسب فن کی لیی آزادی اگر واجب نہین تو کالواجب ہے وہی خصوصاً شعر سا وحشی کہ ذراسی قید مین اُنکی

پر ستارو نکا آشنا نہین رہتا چہ جائی کہ سیکڑون قیود سی مسلسل ہو کر آزادی سی زیادہ ترترانم ہو یہ اعجاز و کرامت نہین تو کیا ہی۔ آ

آنکی تمیز منادی بالف آخر بیان لفظ اور باشمام واو اخفای ف نون بلا اضافت اعلان با اضافت آدمی اصطلاح

اہل نسبت شخص واحد بل بی بتلانا دکھلانا یہ تلک دیکھو کبھو دیجی کبھی سارا حالت انفرادی کی وراکون یو زن لیون غیر ذی روح

نسبت سوا موی شمشیر بایعی وف سرنمبر اول بلا ترکیب وان یان اسمای اشارہ الفاظ عربی و فارسی کی حرف آخر کا تقطیع سی سقاط آگ

اگر اس سی بیادہ متروکات لازم کرنی پر نہ کہین سی بندش سست نہ کو چہ تلاش مین تنگی شانِ ظل اللہی کی یہی معنی ہین کہ جمہور سی امتیاز ہو۔ تو منی

منت ہی للہ الحمد کہ یہ صحیفہ ایمانِ سخن تاج المطابع مین حضرت امیر الکلام وغنی فقیر کی تصحیح سی بہ سر پرستی حشمت علی صاحب مصلح سنگ بدل شیخ الٰہی بخش صاحب

خوشنویس عدیم المثال میر سید علی صاحب پر یمین مرزا نظیر بیگ صاحب نقاش بی نظیر کی حسن لیاقت سی ماہ شعبان المعظم ١٢٩٥ ہجری مین جسکو

اختتام کو پہنچا ہر دائرہ وہر نقطہ حدقہ و مردمکِ چشم بصیرت سی کسیطرح کم نہین پھر حرفونکی نوک پلک شاہد انِ خوش وضع کی چشم و ابرو پر چشمک زنی تو

اپنا ننگ کیونکر نہ سمجھی گو تصحیح مین اہتمام بحد کیا ہے لیکن انسان خطا و نسیان کا پتلا ہی ارباب نظر سے اگر کہین بالغرض پائین تو بلا تفنن سمت مائین